وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا

ھو تجوید الحروف و معرفۃ الوقوف (حسن علیہ)

معارف التجوید

مرتب

(مولانا قاری) محمد یوسف سہارنپوری

استاذ تجوید و قراءت دارالعلوم دیوبند

نظر ثانی

حضرت مولانا قاری محمد شفیق الرحمٰن صاحب بلند شہری

استاذ شعبۂ تجوید و قراءت دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ تحسین القرآن دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : معارف التجوید

ترتیب وتحقیق : مولانا قاری محمد یوسف قاسمی صاحب سہارنپوری
استاذ شعبۂ تجوید وقراءت دارالعلوم دیوبند

نظر ثانی : جناب مولانا قاری محمد شفیق الرحمن صاحب
استاذ شعبۂ تجوید وقراءت دارالعلوم دیوبند

تعداد : گیارہ سو (۱۱۰۰)

ناشر : مکتبہ تحسین القرآن دیوبند

ملنے کا پتہ : آسامی منزل کمرہ نمبر ۳۴، دارالعلوم دیوبند
موبائل:09837453820

کمپیوٹر کتابت : **محمودیہ کمپیوٹر سینٹر، دیوبند** (موبائل:09258822909

ملنے کے پتے

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند — اشرفی بک ڈپو دیوبند

زکریا بک ڈپو دیوبند — ثاقب بک ڈپو دیوبند

زمزم بک ڈپو دیوبند — دارالکتاب دیوبند

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس مختصر قرآنی خدمت کو مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند و جامعہ ناشر العلوم پانڈولی ضلع سہارنپور کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے جن کی پرنور علمی فضا اور خوش گوار دینی ماحول میں احقر کو اکتسابِ فیض کا زریں موقع میسر ہوا نیز اپنے مشفق والدین و حضراتِ اساتذۂ کرام کی طرف جن کی شفقت و حسنِ تربیت نے احقر کو اس لائق بنایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ ودعائیہ کلمات

امام فن فخر القراء حضرت الاستاذ مولانا قاری ابوالحسن صاحب اعظمی دامت برکاتہم

استاذ شعبۂ تجوید وقراءت دارالعلوم دیوبند

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی کتاب ہے، علومِ قرآنی میں علمِ تجوید کی اہمیت بنیادی ہے، اس علم کا تعلق براہِ راست حروف والفاظ سے ہے، جن کی صحت پر معانی کی صحت کا دارومدار ہے۔

عزیزم مولانا قاری محمد یوسف صاحب استاذ شعبۂ تجوید وقراءت دارالعلوم دیوبند کا، اربابِ دارالعلوم دیوبند نے درجات عربیہ کے طلبہ کی تجوید اوران کی مشق وتمرین کے لیے تقرر فرمایا۔

ایک طویل عرصہ سے آپ نے عربی درجات کے طلبہ کو پڑھاتے ہوئے محسوس کیا کہ ان درجات کی صلاحیت اور طبیعت کے لحاظ سے تجوید کے مسائل ترتیب دیئے جائیں، چناں چہ آپ نے اپنے تجربات کی روشنی میں ایک مجموعۂ مسائل معارف التجوید کے نام سے مرتب کیا۔

راقم الحروف نے پورے مجموعہ پر نظر ڈالی، ماشاء اللہ اسے مفیدِ مطالب پایا، زبان سہل اور آسان ہے، مسائل کا احاطہ ہے، نیز ''معلوماتِ مفیدہ'' کے عنوان سے بڑی مفید باتیں درج ہوئی ہیں، مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب بے حد مفید اور مقبولِ عام ہوگی اور اہل مدارس داخل نصاب فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اسے قبولیتِ عامہ وتامہ عطا فرمائے، اور شائقین علمِ تجوید کے لیے نافع بنائے آمین۔

ابوالحسن اعظمی

۱۶رشوال ۱۴۲۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ ودعائیہ کلمات

حضرت مولانا قاری عبدالرؤف صاحب بلند شہری

استاذ شعبۂ تجوید وقراءت دارالعلوم دیوبند

یہ اَدلۂ اربع سے ثابت ہے کہ قرآن مقدس کو تجوید کے ساتھ پڑھنا ہر مکلّف پر فرض عین ہے۔ محققین فرماتے ہیں کہ تجوید کے خلاف اگر قرآن کریم پڑھا جائے تو اس تلاوت کو قرآن نہیں کہا جا سکتا۔

امتِ مسلمہ کے لیے یہ لمحہ فکر یہ ہے کہ آج عوام تو درکنار بعض خواص بھی تجوید کیموافق تلاوت کلام اللہ سے قاصر نظر آتے ہیں تجوید کا حاصل کرنا جتنا ضروری تھا آج اس سے بھی زیادہ اس علم سے بے اعتنائی برتی جارہی ہے اللہ تعالیٰ کما حقہ اس فن کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اہلِ فن نے ہر دور میں اس علم کو عام اور سہل بنانے کی سعی فرمائی ہے من جملہ ان مبارک مساعی کے ایک کامیاب سعی زیر نظر کتاب بھی ہے جس کو جناب مولانا قاری محمد یوسف صاحب زید مجدہم مدرس تجوید دارالعلوم دیوبند نے مرتب کی ہے۔ احقر نے اکثر مقامات سے اس کو پڑھا ہے ماشاءاللہ تجوید اور وقف کے مسائل کو کتاب میں بڑے سلیس اور سہل انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ اور مزید سوال جواب کے پیرایہ میں مسائل تجوید کی توجیہ سے متعلق بڑی مفید معلومات اس کتاب میں آ گئی ہیں امید ہے کہ انشاءاللہ یہ کتاب طلبۂ تجوید کے لیے بڑی بہتر ثابت ہوگی۔

دعا ہے کہ باری تعالیٰ اس کتاب کو عام قبولیت عطا فرمائے اور مؤلف کتاب کو جزاء خیر سے نوازے آمین۔

عبدالرؤف بلند شہری

خادم تدریس تجوید وقراءت دارالعلوم دیوبند/ ۲۲ر شوال المکرم ۱۴۲۶ھ

تقریظ ودعائیہ کلمات

حضرت الاستاذ جناب قاری محمد عبداللہ صاحب کلیم قاسمی

استاذ شعبۂ تحفیظ القرآن دارالعلوم دیوبند.

باسمہ تعالیٰ

قرآن مجید جس عظمت وشان کے ساتھ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا اسی اہمیت کے ساتھ خدائے بزرگ وبرتر نے اس کی قراءت کا حکم بھی آیتِ شریفہ ورتل القرآن ترتیلا میں نازل فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان اللہ یحب ان یُقْرَأَ الْقُرْآن کما اُنْزِلَ۔ یعنی اللہ پسند کرتا ہے کہ قرآن اسی طرح پڑھا جائے جس طرح وہ نازل کیا گیا۔ اسی لیے اس فن کی اہمیت کے پیش نظر علماء وقراء نے ہر دور میں عربی وفارسی اردو اور دوسری مختلف زبانوں میں بے شمار رسائل اور کتابیں تصنیف وتالیف فرمائیں اور اس کو سہل وآسان بنانے کی سعی کی۔

پیش نظر کتاب معارف التجوید بھی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کامیاب سعی ہے جس کو عزیزم مولانا قاری محمد یوسف صاحب قاسمی زاداللہ علمہ استاذ تجوید وقراءت دارالعلوم دیوبند نے بڑی محنت وجانفشانی کے ساتھ اپنے دس سالہ درس وتدریس کے تجربات کی روشنی میں دلچسپ انداز میں مرتب کی۔ بندہ نے از اوّل تا آخر اس مجموعہ کا مطالعہ کیا ماشاءاللہ تجوید ووقوف کے تمام قواعد کو بڑے سہل انداز اور آسان زبان میں بیان کیا گیا اور معلومات مفیدہ کا عنوان بھی شائقین علم تجوید کے لے معلومات کا خزانہ پایا۔ یہ رسالہ مبتدی ومنتہی سبھی طلبہ کے لے یکساں مفید ہے نیز طلباء حفظ وتجوید بھی اس کتاب سے بے حد استفادہ حاصل کر سکتے ہیں یہ کتاب اس لائق ہے کہ اس کو مدارس میں داخل نصاب کیا جائے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت مؤلف موصوف کی اس کاوش کو قبول فرما کر مقبول عام عطا فرمائے۔ اور شائقین علمِ تجوید کے لیے نافع بنائے آمین۔

احقر محمد عبداللہ کلیم قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند/ ۳۰ رشوال المکرم ۱۴۲۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

چوں کہ قرآن کریم ذاتِ واجب الوجود سے نکلا ہوا افضل ترین کلام ہے جس کی خدمت ہر دور میں حضراتِ علمائے کرام وقرائے عظام نے مختلف طریقوں سے کی ہے۔ ایک سعادت مند طبقہ تو مفسرین کا ہے کہ جس نے قرآن کریم کے معانی وتفسیر کو اپنا مطمحِ نظر بنایا ہے اور ہر زاویہ سے قرآن کریم کے مطالب ومعانی کی توجیہ وتنقیح کر کے قرآن فہمی کو آسان بنایا اور دوسرا سعادت مند طبقہ وہ ہے کہ جس نے آیت پاک ''رتل القرآن ترتیلا'' کی بقول حضرت علی کرمہ اللہ وجہہ ''الترتیل تجوید الحروف ومعرفة الوقوف'' کے پیش نظر قرآن عظیم کے حروف، ورسم الخط اور رموز واوقاف کی تصحیح پر بے حد عرق ریزی وجانفشانی فرمائی اور بے شمار کتابیں تصنیف وتالیف کر کے اس فن شریف کی آبیاری کی، یہ دونوں ہی خدمات اپنی جگہ اجر جزیل کی مستحق ہیں اور یہ سلسلہ تاقیامت انشاءاللہ جاری رہے گا۔

اسی سلسلة الذہب کی ایک کڑی احقر کی یہ کاوش ''معارف التجوید'' ہے جس کی ترتیب کا مقصد صرف اور صرف خدامِ قرآنِ پاک کے زمرے میں شمولیت ہے؛ چوں کہ احقر درجاتِ عربیہ کے طلبہ کی تجوید وقراءت کی تدریس پر مامور ہے جن کی اکثریت تجوید وقراءت کی ابتدائی لازمی اور ضروری معلومات سے ناواقف ہوتی ہے تو احقر سے متعلق عربی درجات کے طلبائے عزیز اور مخلص احباب ورفقاء نے ایک ایسے تجوید کے مجموعہ قواعد کی ترتیب وتالیف پر اصرار کیا جو تجوید کے ضروری ابتدائی قواعد پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ فوائد مکیہ وجمال القرآن کی طویل بحثوں کے خلاصے پر بھی محیط ہو۔

راقم الحروف احباب کی اس فرمائش کو اپنی کم مائیگی وعلمی میدان میں بے بضاعتی کے باعث مسلسل ٹالتا رہا، ادھر عربی درجات کے طلباء کو ہر سال مذکورہ بالا (جمال القرآن) کتاب کی تدریس کے ساتھ ساتھ کاپی پر مزید ضروری معلومات برائے تحفیظ قواعد لکھانی پڑتی تھی بایں

وجہ احباب کے اصرار پر میں نے سنجیدگی کے ساتھ غور کیا اور اپنے اساتذہ کرام وعلم دوست حضرات سے مشورہ کے بعد پیش نظر مجموعہ کی تسوید شروع کردی، نیز شائقین فن تجوید وعربی درجات کے ذوق وشوق کو مدنظر رکھتے ہوئے اکثر مضامین کے بعد ''معلوماتِ مفیدہ'' کے تحت سوال وجواب قائم کر کے قواعد کو منقح کرنے کی کوشش کی اور جابجا ماٰخذ ومراجع کا حوالہ بھی ذکر کردیا گیا تاکہ اصول وقواعد تحقیق کے ساتھ سمجھ میں آسکیں۔ اسی طرح صفات کی تعریف وامثلہ مع نقشہ ذکر کردی گئیں تاکہ مضمون قریب الفہم ہوجائے نیز آخر میں متفرق فوائد کو بھی قلمبند کیا گیا ہے امید کہ طالبین فن تجوید وقراءت اس کو قبولیت کی نظر سے دیکھیں گے۔

آخر میں میں ان تمام حضرات کا بصمیم قلب ممنون ومشکور ہوں کہ جنھوں نے میری کسی بھی طور سے حوصلہ افزائی فرمائی اور اپنے نیک مشوروں سے نوازا۔ بالخصوص حضرت الاستاذ مولانا قاری ابوالحسن صاحب اعظمی محترم حضرت مولانا قاری عبدالرؤف صاحب بلند شہری اور مشفق وکرم فرما حضرت مولانا قاری شفیق الرحمٰن صاحب اساتذہ شعبۂ تجوید وقراءت دارالعلوم دیوبند اور احقر کے مشفق ومحسن حضرت الاستاذ جناب قاری محمد عبداللہ صاحب کلیم قاسمی استاذ شعبہ تحفیظ القرآن الکریم دارالعلوم دیوبند کہ اوّل الذکر دونوں حضرات نے احقر کی اس کاوش پر حوصلہ افزا تقریظ ودعائیہ کلمات ارقام فرما کر اور آخر الذکر ہر دو حضرات نے اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود از اوّل تا آخر حرفاً حرفاً نظر ثانی وتصحیح فرما کر اس مجموعہ کو مستند اور لائق اعتناء بنایا نیز جناب مولانا قاری الٰہی بخش صاحب اور جناب قاری نسیم احمد صاحب اساتذۂ جامعہ ناشر العلوم پانڈولی ضلع سہارنپور کی تحریک وترغیب اور تعاون ومشورے بھی مجھے حاصل رہے۔

اللہ رب العزت ان تمام حضرات کو اپنی شایان شان اجر جزیل عطا فرمائے اور اس خدمت کو بندہ عاصی اور مشفق والدین نیز حضرات اساتذہ اور معاونین کے لیے ذریعہ مغفرت ونجات بنائے آمین ۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

محمد یوسف قاسمی سہارنپوری

خادم التجوید والقراءت دارالعلوم دیوبند (الھند) ۲۰ رشوال ۱۴۲۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبق ﴿۱﴾

مقدمہ علم تجوید

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی صاحبِ القرآن الکریم وعلی آلہ واصحابہٖ اجمعین. اما بعد:

علم تجوید: ایسے اصول اور قواعد کے جاننے کا نام ہے جن کی رعایت کرنے سے قرآنِ پاک صحیح عمدہ اور خوبصورت طریقہ پر پڑھا جاسکے جیسا کہ وہ نازل ہوا ہے۔

تجوید کے لغوی معنیٰ ۔عمدہ کرنا خوبصورت بنانا۔

تجوید کی تعریف: ہر حرف کو اس کے مخرج سے نکالنا اور تمام صفات کے ساتھ ادا کرنا۔

تجوید کی حقیقت: تجوید نام ہے مخارج اور صفات کا۔

تجوید کا موضوع: حروفِ تہجی الف با تا ثا وغیرہ کی صحیح ادائیگی۔

تجوید کی غرض وغایت: قرآن پاک کو صحیح پڑھنا اور دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرنا۔

علم تجوید کا مرتبہ اور مأخذ: یہ علم تمام علوم سے افضل اور منزل من اللہ ہے۔

تجوید کا حکم: ایسے ضروری قواعد کا جاننا جس سے قرآن پاک صحیح پڑھ سکے فرض عین ہے اور پورے علم تجوید کا سیکھنا اور اس میں مہارت حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔

معلومات مفیدہ:

سوال: یہ ہے کہ تجوید کی تعریف اور اس کی حقیقت میں صرف مخارج اور صفات کو خاص کیا حالانکہ اور بھی قواعد ایسے ہیں جو کہ فنِ تجوید میں شامل ہیں مثلاً اظہار وادغام پُر باریک وغیرہ کے قواعد، پھر مخارج اور صفات کو ہی کیوں خاص کیا۔

جواب: یہ ہے کہ مخارج اور صفات اصل ہیں جو بمنزل اول کے ہیں، باقی اور قواعد بمنزل دوم کے ہیں جو انہیں کے ساتھ ملحق ہیں۔

سبق (۲)

ارکانِ تجوید

تجوید کے چار ارکان ہیں (۱) مخارجِ حروف، (۲) صفاتِ حروف۔
(۳) حروف کی ترکیبی کیفیت، (۴) عملی مشق وریاضت۔

فائدہ: قرات کی نسبت امام یعنی استاذ کی طرف اور روایت کی نسبت راوی یعنی شاگرد کی طرف ہوتی ہے، اور طریق کی نسبت راوی کے اس شاگرد کی طرف جس سے روایت کی اشاعت ہوئی ہو، تجوید میں ہمارے امام عاصمؒ ہیں اہم ان کی قراءت پڑھتے ہیں۔ اوران کے دوشاگرد ہیں امام حفصؒ اورامام شعبہؒ ہم امام حفصؒ کی روایت بطریق شاطبی پڑھتے ہیں، اور امام حفصؒ کے دوطریق ہیں شاطبیؒ اور جزریؒ لیکن اکثر دنیا میں شاطبیہ کا طریقہ رائج ہے۔

قرات کی باعتبار کیفیت کے تین قسمیں ہیں:

(۱) ترتیل (۲) تدویر (۳) حدر

(۱) **ترتیل:** تجوید کے تمام قواعد کی رعایت کرتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کو ترتیل کہتے ہیں۔

(۲) **تدویر:** تجوید کے تمام قواعد کی رعایت کرتے ہوئے درمیانی رفتار سے پڑھنے کو تدویر کہتے ہیں۔

(۳) **حدر:** تجوید کے تمام قواعد کی رعایت کرتے ہوئے تیز رفتار سے پڑھنے کو حدر کہتے ہیں۔
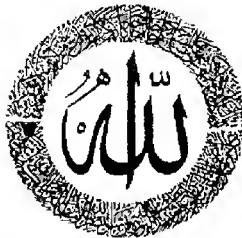
سبق ﴿۳﴾

لحن کا بیان

تجوید کے خلاف پڑھنے کو لحن کہتے ہیں۔

لحن کے لغوی معنی لب ولہجہ اور غلطی اور یہاں پر غلطی ہی مراد ہے۔

لحن کی دو قسمیں ہیں: (۱) لحن جلی یعنی بڑی غلطی، (۲) لحن خفی یعنی چھوٹی غلطی۔

(۱) **لحن جلی کی تعریف**: مخارج اور صفات لازمہ میں کمی کوتاہی کرنے سے جو غلطی واقع ہوتی ہے اس کو لحن جلی کہتے ہیں، اور یہ چار طریقوں سے واقع ہوتی ہے۔

(۱) ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنا جیسے حطب کی جگہ خطب پڑھنا۔

(۲) حروف میں کمی زیادتی کرنا جیسے: لَمْ یُوْلَدْ کے بجائے لم یُلَدْ پڑھنا اور اِیَّاكَ کے بجائے اِیَّا کَا پڑھنا۔

(۳) حرکات کو بدلنا جیسے اِهْدِنَا کے بجائے اَهْدِنَا پڑھنا۔

(۴) سکنات کو بدلنا جیسے اَنْعَمْتَ کے بجائے اَنَعَمَتَ پڑھنا۔

لحن جلی کا حکم: لحن جلی کے ساتھ قرآن کریم پڑھنا یا سننا دونوں حرام ہے، بسا اوقات اس سے معنی بدل کر نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔

لحن خفی کی تعریف: صفات عارضہ محسنہ میں کمی کوتاہی کرنے سے جو غلطی واقع ہوتی ہے اس کو لحن خفی کہتے ہیں، اور یہ بھی چند طریقوں سے واقع ہوتی ہے، مثلاً:

(۱) اظہار کی جگہ اخفاء یا اخفاء کی جگہ اظہار وغیرہ کر دینا۔

(۲) پُر حرف کی جگہ باریک یا باریک حرف کی جگہ پُر کر دینا۔

(۳) مقدارِ مد میں کمی زیادتی کر دینا۔

لحن خفی کا حکم: لحن خفی کے ساتھ قرآن کریم پڑھنا اور سننا مکروہ ہے اور نماز بھی مکروہ ہوتی ہے، بچنا اس سے بھی نہایت ضروری ہے۔

سبق ﴿۴﴾

اعوذ باللہ اور بسم اللہ کا بیان

قرآنِ پاک شروع کرتے وقت اعوذ باللہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ اور بسم اللہ کے متعلق چند صورتیں ہیں:
اگر قرآن پاک کو کسی سورت سے پڑھنا شروع کیا پڑھتے پڑھتے کوئی سورت آ گئی تو دونوں حالتوں میں بسم اللہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ سوائے سورہ براءت کے کیوں کہ اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔ اور اگر قرآن پاک کو کسی سورت کے درمیان سے پڑھنا شروع کیا تو بسم اللہ کے پڑھنے اور نہ پڑھنے میں اختیار ہے لیکن پڑھ لینا بہتر ہے۔ چاہے سورہ براءت کے درمیان سے ہی کیوں نہ ہو۔

فائدہ: (۱) اگر قرآن پاک کو سورہ براءت سے ہی پڑھنا شروع کیا تو جمہور قراء و علماء کے نزدیک بسم اللہ نہیں پڑھی جائے گی البتہ بعض حضرات کے نزدیک تبرکاً پڑھ سکتے ہیں۔ مگر یہ بسم اللہ کا محل نہیں ہے۔

فائدہ: (۲) چونکہ سورۃ براٴت کے شروع میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی لہٰذا سورۃ انفال کو پورا کرنے کے بعد سورۃ براٴت شروع کی جائے تو تین صورتیں ہیں:
(۱) وقف (۲) وصل (۳) سکتہ، مگر وقف کرنا بہتر ہے۔

فائدہ: (۳) اعوذ باللہ کا محل ابتداء تلاوت ہے اور بسم اللہ کا محل ابتداء سورۃ ہے اور یہ دونوں تلاوت کے تابع ہیں اگر تلاوت بلند آواز سے ہو تو ان دونوں کو بھی باآوازِ بلند پڑھنا چاہیے اور اگر قراءت آہستہ سے ہو تو ان دونوں کو بھی آہستہ سے پڑھنا چاہئے، یہی اولیٰ و انسب ہے

(قواعد التجوید)

معلومات مفیدہ

سوال یہ ہے کہ سورۃ براءت کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں پڑھی جاتی اس کی کیا وجہ ہے۔
جواب: ہے کہ یہ سورت اسی طرح منقول و مروی ہے کہ نہ اس کے شروع میں بسم اللہ لکھی گئی اور نہ پڑھی گئی۔ نیز بوقتِ نزول حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بھی بسم اللہ نہیں پڑھی (کمال الفرقان)
جواب (۲): یہ سورت سورۃ انفال کا تتمہ اور اس کا جز ہے اور دونوں کا مضمون یکساں ہے اس وجہ سے اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔
جواب (۳): اس سورۃ کا نزول جہاد و قتال اور کفار و مشرکین کی سزاء کے متعلق ہے اور سزا کا تعلق غضب سے ہے اور بسم اللہ کا تعلق رحمت سے ہے۔ اس وجہ سے اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی ہے۔ (کمال الفرقان)

سبق ﴿۵﴾

فائدہ: اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے ساتھ قرآن پاک شروع کرنے کی چار صورتیں ہیں۔
(۱) فصل کل یعنی اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور آنے والی آیت کو الگ الگ سانس میں پڑھنا۔
(۲) وصل کل یعنی اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور آنے والی آیت کو ایک سانس میں پڑھنا۔
(۳) فصل اول وصل ثانی یعنی اعوذ باللہ کو الگ اور بسم اللہ اور آنے والی آیت کو ایک سانس میں پڑھنا۔
(۴) وصل اول فصل ثانی یعنی اعوذ باللہ اور بسم اللہ کو ایک سانس میں اور آنے والی آیت کو الگ سانس میں پڑھنا۔

اگر قرآن کریم کو کسی سورت سے شروع کیا جائے تو یہ چاروں صورتیں جائز ہیں (۱)۔
اور اگر پڑھتے پڑھتے کوئی سورت آجائے تو تین صورتیں جائز ہیں اور ایک صورت یعنی وصل اول فصل ثانی جائز نہیں (۲)

اور اگر قرآن پاک کو کسی سورۃ کے درمیان سے شروع کیا جائے تو چوں کہ بسم اللہ کے پڑھنے اور نہ پڑھنے میں اختیار ہے اگر پڑھنا چاہے تو صرف دو صورتیں ہیں (۱) فصل کل (۲) وصل اول فصل ثانی، اور باقی دو صورتیں یعنی وصل کل اور فصل اول وصل ثانی، بہتر نہیں (۳)

اور اگر درمیان سورت میں صرف اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھے تب بھی دو ہی صورتیں ہیں: (۱) فصل (۲) وصل اور دونوں جائز ہیں جب کہ آنے والی آیت کے شروع میں اللہ کا ذاتی یا صفاتی نام نہ ہو اور نا ہی اس کی طرف کوئی ضمیر لوٹ رہی ہو۔ اگر ایسا ہوگا تو پھر ایک صورت یعنی فصل کی جائز ہوگی جیسے: اَلرَّجِیْمِ اللّٰہُ، الرَّجِیْمِ الرَّحْمٰنُ، الرَّجِیْمِ اِلَیْہِ یُرَدُّ وغیرہ (کمال الفرقان)

معلومات مفیدہ

(۱) سوائے سورۂ محمد کے کہ اس میں بسم اللہ کا سورت سے فصل بہتر ہے۔
(۲) کیونکہ اس صورت میں بسم اللہ کا تعلق پہلی سورت سے ہو جاتا ہے حالانکہ بسم اللہ کا تعلق آنے والی سورت سے ہے نہ کہ پہلی سورت سے۔
(۳) کیونکہ ان دونوں صورتوں میں بسم اللہ کا تعلق درمیان سورت سے ہونا لازم آتا ہے، حالانکہ بسم اللہ کا تعلق ابتداء سورت سے ہے نہ کہ درمیان سورت سے۔

سبق ﴿۶﴾

اصطلاحات

واؤ متحرک یا متحرک اس کو کہتے ہیں جس پر زبر، زیر، پیش ہو جیسے یُوَدُّ وغیرہ۔
واؤلین یاءلین اس کو کہتے ہیں جو ساکن ہو اور اس سے پہلے زبر ہو جیسے خَوْف، ضَیْف وغیرہ۔
واؤمدہ اس کو کہتے ہیں جو ساکن ہو، اور اس سے پہلے پیش ہو جیسے مُسْلِمُوْن مُؤْمِنُوْن وغیرہ۔
یاءمدہ اسکو کہتے ہیں جو ساکن ہو، اور اس سے پہلے زیر ہو، جیسے مُسْلِمِیْن، مُؤْمِنِیْن وغیرہ۔

الف اور ھمزہ میں فرق

الف ہمیشہ مدہ ہوتا ہے بلا جھٹکے پڑھا جاتا ہے صرف کلمہ کے درمیان اور آخر میں آتا ہے، اور اس سے پہلے ہمیشہ زبر ہی ہوتا ہے، اور وہ ساکن ہوتا ہے مگر اس پر سکون لکھا ہوا نہیں ہوتا اور اگر سکون لکھا ہوا ہو تو پھر وہ الف نہیں ہمزہ کہلاتا ہے اور ہمزہ متحرک بھی ہوتا ہے ساکن بھی ہوتا ہے کبھی جھٹکے سے پڑھا جاتا ہے کبھی نرمی سے کلمہ کے شروع درمیان اور آخر تینوں جگہ میں آتا ہے اور اس سے پہلے کوئی بھی حرکت آسکتی ہے۔ (اصول التجوید)۔

سبق ﴿۷﴾
حروف کا بیان

حروف جمع ہے حرف کی بمعنی طرف اور کنارہ۔

اصطلاحی تعریف: حرف کہتے ہیں انسان کی وہ آواز جو کسی مخرج محقق یا مقدر پر ٹھہرے، پھر حروف کی دو قسمیں ہیں (۱) حروف اصلی (۲) حروف فرعی۔

حروف اصلی: وہ حروف ہیں جو اپنے مخرجِ اصلی سے نکلیں اور ایسے حروف انتیس (۲۹) ہیں جن کو حروف تہجی کہتے ہیں، (الف، با، تا، ثا وغیرہ)

حروف فرعی: وہ حروف ہیں جو دو مخارجِ اصلی کے درمیان سے نکلیں اور ایسے حروف بروایت حفصؒ چھے ۶ ہیں۔

(۱) الف ممالہ: یعنی وہ الف جس میں امالہ کیا جائے جیسے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا کی راء میں۔

(۲) الف مفخمہ: یعنی وہ الف جو پر کر کے پڑھا جائے جیسے قَالَ، طَالَ وغیرہ۔

(۳) راء مفخمہ: یعنی وہ راء جو پُر کر کے پڑھا جائے جیسے رَبُّكَ، رُبَمَا وغیرہ۔

(۴) لام مفخمہ: یعنی وہ لام جو پُر کر کے پڑھا جائے جیسے هُوَ اللّٰهُ کا لام۔

(۵) ہمزہ مسہلہ: یعنی وہ ہمزہ جو نرمی سے پڑھا جائے جیسے: ءَ اَعْجَمِیٌّ کا ہمزۂ ثانیہ

(۶) حرفِ غنہ: جیسے نون اور میم مشدد ہو یا مدغم یا مخفی ہو، انّ، ثمّ وغیرہ۔ (معارف الترتیل)
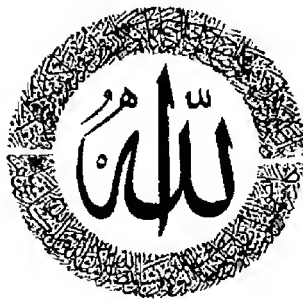
سبق ﴿۸﴾

مخارج کا بیان

مخارج جمع ہے مخرج کی بمعنی نکلنے کی جگہ

اصطلاحی تعریف: جس جگہ سے حرف نکلتا ہے اس کو مخرج کہتے ہیں، مخارج کی تعداد میں اختلاف ہے:

(۱) امام فراءؒ کے نزدیک کل مخارج چودہ ہیں، اس طرح سے کہ ان کے نزدیک "راء، لام، نون کا مخرج ایک اور حروف مدہ اور غیر مدہ کا مخرج ایک ہے یعنی جوف دہن ان کے نزدیک مخرج نہیں۔

(۲) امام سیبویہؒ کے نزدیک کل مخارج سولہ ہیں اس طرح سے کہ ان کے نزدیک بھی جوف دہن مخرج نہیں۔

(۳) مگر امام خلیل بصریؒ کے قول میں جمہور قراء کے نزدیک انتیس حروف کے لیے کل مخارج سترہ ہیں۔

پھر مخارج کی دو قسمیں ہیں: (۱) مخارج کلی یعنی بڑے مخارج (۲) مخارج جزئی یعنی چھوٹے مخارج۔

پھر مخارج کلی پانچ ہیں (۱) حلق (۲) زبان (۳) ہونٹ (۴) جوف دہن (۵) خیشوم یعنی ناک کا بانسہ۔

(۱) **حلق:** اس میں تین مخرج ہیں جن سے چھ ۶ حروف حلقیہ نکلتے ہیں

(۲) **زبان** (منھ): اس میں دس مخرج ہیں جن سے اٹھارہ حروف نکلتے ہیں۔

(۳) **ہونٹ:** اس میں دو مخرج ہیں جن سے چار حروف شفویہ نکلتے ہیں

(۴) جوف دہن اس سے حروف مدہ ادا ہوتے ہیں۔

(۵) خیشوم: (ناک کا بانسہ) اس سے حرفِ غنہ ادا ہوتا ہے۔

سبق ﴿۹﴾

دانتوں کے نام

جاننا چاہئے کہ بعض مخارج کا تعلق دانتوں سے ہے اس لیے پہلے دانتوں کے نام بیان کئے جاتے ہیں تا کہ مخارج کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

انسان کے منہ میں کل بتیس دانت ہوتے ہیں سُولہ اوپر سُولہ نیچے، سامنے کے چار بڑے دانتوں کو ثنایا(۱) کہتے ہیں۔ دو اُوپر والوں کو ثنایا علیا اور دو نیچے والوں کو ثنایا سفلیٰ کہتے ہیں، پھر ان کے برابر میں چار دانت اور ہیں۔ دائیں بائیں اُوپر نیچے ایک ایک ان کو رباعیات اور قواطع (۲) بھی کہتے ہیں۔

پھر اُن کے برابر میں چار دانت اور ہیں دائیں بائیں اُوپر نیچے ایک ایک اُن کو اَنیاب اور کَواسر (۳) بھی کہتے ہیں۔

پھر اسی طرح چار دانت اور ہیں دائیں بائیں اوپر نیچے ایک ایک ان کو ضواحک (۴) کہتے ہیں۔

پھر ان کے برابر میں بارہ دانت اور ہیں دائیں بائیں اوپر نیچے تین تین ان کو طواحن (۵) کہتے ہیں۔

پھر ان کے برابر میں بالکل اخیر میں چار دانت اور ہیں دائیں بائیں اوپر نیچے ایک ایک ان کو نواجذ (۶) کہتے ہیں۔

ضواحک طواحن نواجذ کو عربی میں اضراس اور اردو میں ڈاڑھ کہتے ہیں، یاد کی آسانی کے لیے کسی شاعر نے ان کو نظم کیا ہے:۔

ہے تعداد دانتوں کی کل تیں اور دو ✿ ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دو دو
ہیں انیاب چار اور رہے باقی بیس ✿ کہ کہتے ہیں قرآء اضراس انہیں کو
ضواحک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ ✿ نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو
(جمال)

معلومات مفیدہ

(۱) یعنی دودو۔ (۲) یعنی غذا کو کاٹنے والے۔ (۳) یعنی غذا کو توڑنے اور ریزہ ریزہ کرنے والے۔ (۴) عموماً ہنسی کے وقت کھلنے والے۔ (۵) یعنی غذا کو پیسنے والے۔ (۶) یعنی وہ ڈاڑھ جو بالغ ہونے کے بعد نکلتی ہے اور اس کو عقل ڈاڑھ بھی کہتے ہیں۔

سبق ﴿۱۰﴾

مخارج جزئی کا بیان

جاننا چاہئے کہ مخارج جزئی سترہ ہیں۔

مخرج (۱)۔ الف، واؤ، یاء، مدہ کا مخرج: جوف دہن یعنی منھ کا خالی حصہ

(۲): دونوں ہونٹ ہیں، جن سے چار حروف شفویہ ف، و ب، م، ادا ہوتے ہیں۔

ب کا مخرج: دونوں ہونٹوں کی تری والا حصہ۔

میم کا مخرج: دونوں ہونٹوں کی خشکی کا حصہ۔

واو متحرک ولین کا مخرج: دونوں ہونٹ جب کہ پورے نہ ملیں۔

(۳) ت، د، ط کا مخرج: زبان کی نوک ثنایا علیاء کی جڑ۔

(۴) ث، ذ، ظ کا مخرج: زبان کی نوک ثنایا علیاء کا کنارہ۔

(۵) ج، ش، ی، غیر مدہ کا مخرج: زبان کا بیچ اور اس کے مقابل اوپر کا تالو۔

(۶) ع، ح کا مخرج: وسط حلق، یعنی حلق کا درمیانی حصہ۔

(۷) غ، خ- کا مخرج: اَدنا ء حلق، یعنی حلق کا منھ کی طرف والا حصہ۔

(۸) ء- ہ- کا مخرج: اقصاء حلق، یعنی حلق کا آخری سینہ کی طرف والا حصہ۔

(۹) ر، کا مخرج: زبان کا کنارہ اور کچھ زبان کی پشت جب کہ ملے ثنایا علیا اور ربائی کے مسوڑھوں سے۔

سبق ۱۱

(۱۰) ز، س، ص، کا مخرج: زبان کی نوک ثنایا سفلی کا کنارہ اور کچھ اتصال ثنایا علیاء سے۔

(۱۱) ض کا مخرج: زبان کی کروٹ اور اس کے مقابل اوپر کے ڈاڑھوں کی جڑ (۱)۔

(۱۲) ف کا مخرج: ثنایا علیاء کا کنارہ اور نیچے کے ہونٹ کا تری والا حصہ۔

(۱۳) ق کا مخرج: زبان کی جڑ اور اس کے مقابل اوپر کا تالو۔

(۱۴) ک کا مخرج: زبان کی جڑ سے کچھ اوپر کا حصہ اور اس کے مقابل اوپر کا تالو۔

(۱۵) ل کا مخرج: زبان کا کنارہ اور ایک ضاحک سے لے کر دوسرے ضاحک تک اوپر کے دانتوں کے مسوڑھے۔

(۱۶) ن کا مخرج: زبان کا کنارہ ایک ناب سے لے کر دوسرے ناب تک اوپر کے دانتوں کے مسوڑھے۔

(۱۷) غنہ کا مخرج: خیشوم یعنی ناک کا بانسہ۔

مخرج معلوم کرنے کا طریقہ

(۱) جس حرف کا مخرج معلوم کرنا ہو تو اس کو ساکن یا مشدد کریں اور اس سے پہلے ہمزہ متحرک لائیں پھر ملا کر پڑھیں جس جگہ آواز بند ہو جائے وہی جگہ اس کا مخرج ہے، مثلاً اَبّ اَمّ، اَبْ، اَتْ وغیرہ۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جس حرف کا مخرج معلوم کرنا ہو تو اس کو فتحہ دیں اور آخر میں ہاء ساکنہ زیادہ کریں جس جگہ سے آواز شروع ہو وہی اس کا مخرج ہے، مثلا تَهْ، جَهْ، وَهْ وغیرہ۔ (اصول التجوید)۔

معلومات مفیدہ

(۱) تنبیہ: حرف ضاد میں اکثر لوگ غلطی کرتے ہیں، اس کو یا تو دال پُر یا ذال یا ظاء وغیرہ پڑھتے ہیں، یہ سب غلط ہے، البتہ اس کو اس کے مخرج سے صفات کا لحاظ کرتے ہوئے نرمی سے ادا کرنا چاہئے، دونوں طرف سے ادا کرنا بھی صحیح ہے مگر بائیں طرف سے آسان ہے (جمال)

سبق ﴿۱۲﴾

القابِ حروف کا بیان

امام خلیل ابن احمد بصریؒ کے نزدیک حروف کے دس القاب ہیں:

(۱) مدہ، جوفیہ، اور ہوائیہ: الف، واؤ، اور یاءمدہ کو کہتے ہیں۔ مدہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان پر کبھی مد ہوتا ہے، جوف یعنی خالی حصہ، جوفیہ اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ حروف منھ کے خالی حصہ سے نکلتے ہیں، اور ہوائیہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ حروف ہَوا پر تمام ہوتے ہیں۔

(۲) نِطعیہ ت، د، ط کو کہتے ہیں: یعنی کھر دُرا پن کیونکہ یہ حروف اوپر کے تالو کے کھردرے حصہ کے قریب سے ادا ہوتے ہیں۔

(۳) لِثویہ ث، ذ، ظ کو کہتے ہیں: بمعنی مسوڑہ، کیونکہ یہ حروف مسوڑھوں کے قریب سے ادا ہوتے ہیں۔

(۴) شَجْریہ، ج، ش، ی غیر مدہ کو کہتے ہیں: بمعنی درمیانی حصہ، یہ حروف منہ کے درمیان سے ادا ہوتے ہیں۔

(۵) حَلقیہ، ء، ہ، ع، ح، غ، خ کو کہتے ہیں: کیونکہ یہ حروف حلق سے ادا ہوتے ہیں۔

(۶) طَرفیہ ذلقیہ ر، ل، ن کو کہتے ہیں: بمعنی کنارہ، یہ حروف زبان کے کنارہ سے آسانی سے ادا ہو جاتے ہیں۔

(۷) حَافیہ حرف ض کو کہتے ہیں: بمعنی کروٹ یہ زبان کی کروٹ سے ادا ہوتا ہے۔

(۸) صفیریہ ز، س، ص، کو کہتے ہیں: بمعنی تیز آواز، یہ حروف اپنے مخرج سے مثل سیٹی کے تیز آواز سے نکلتے ہیں۔

(۹) لَہاتیہ لَہویہ ق اور ک کو کہتے ہیں: لہات بمعنی کوّا، یہ حروف کوّے کے متصل زبان کی جڑ سے نکلتے ہیں۔

(۱۰) شَفویہ: ف، و، ب، م، کو کہتے ہیں: شفۃٌ بمعنی ہونٹ یہ حروف دونوں ہونٹوں سے نکلتے ہیں۔ ب: کو بحری اور میم کو برّی کہتے ہیں۔

سبق ﴿۴﴾

صفات کا بیان

صفات جمع ہے صفت کی بمعنی کیفیت و حالت۔

اصطلاحی تعریف: جن کیفیتوں سے حروف اداء ہوتے ہیں ان کو صفات کہتے ہیں۔

پھر صفات کی دو قسمیں ہے (۱) صفات لازمہ (۲) صفاتِ عارضہ۔

صفاتِ لازمہ کی تعریف: حرف کی ایسی صفات کہ اگر وہ اداء نہ ہوں تو وہ حرف ہی باقی نہ رہے، ایسی صفات کو لازمہ (۱) ذاتیہ ممیّزہ اور مقومہ کہتے ہیں۔

صفات عارضہ کی تعریف: حرف کی ایسی صفات کہ اگر وہ اداء نہ ہوں حرف تو باقی رہے مگر اس کا حسن و زینت جاتا رہے ایسی صفات کو صفات محسنہ (۲)، مزیّنہ مُحلّیہ عارضیہ کہتے ہیں۔

پھر صفات لازمہ سترہ ہیں، جن میں سے دس متضادہ اور سات غیر متضادہ ہیں۔

صفات متضادہ کی تعریف: یعنی وہ صفات جن کی کوئی ضد ہو اور اس ضد کا کوئی اصطلاحی نام بھی ہو، اور وہ کسی نہ کسی حرف پر صادق بھی آتی ہو، اور ایسی دس صفات ہیں جن کے پانچ جوڑے ہیں۔ (۱) ہمس و جہر (۲) شدۃ ورخوہ، (۳) استعلاء و استفال، (۴) اطباق و انفتاح (۵) اذلاق واصمات۔

معلوماتِ مفیدہ

(۱) لازمہ یعنی وہ صفات جو حروف کو لازم ہو، ذاتیہ یعنی وہ صفات جو حروف کی ذات میں داخل ہو، ممیّزہ یعنی وہ صفات جو ایک حرف کو دوسرے حرف سے ممتاز کرنے والی ہو، مقومہ یعنی وہ صفات جو حرف کو تقویۃ دینے والی ہو۔

(۲) محسنہ، مزینہ، مُحلیہ بضم المیم تینوں کے معنی ہیں حرف کو خوبصورت زیب و زینت اور زیورات سے آراستہ کرنے والی، عارضہ جو حرف کو کبھی پیش آئے اور کبھی نہ آئے۔

سبق ﴿۱۴﴾

صفاتِ متضادہ کا بیان

(۱) **همس**: بمعنیٰ ضعف، اور پستی: جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مَہْمُوْسہ کہتے ہیں: یعنی ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسے ضعف کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس جاری رہ سکے اور آواز میں ایک طرح کی پستی ہو جیسے وَلْيَتَلَطَّفْ کے فاء میں۔

ایسے حروف دس ہیں جن کا مجموعہ فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتَ ہے۔

(۲) **جهر**: بمعنیٰ قوت اور بلندی، جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مجہورہ کہتے ہیں: یعنی ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس کا جاری رہنا بند ہو جائے اور آواز میں ایک طرح کی بلندی ہو جیسے مأکول کے ہمزہ میں۔

مہموسہ کے علاوہ سب حروف مجہورہ کے ہیں اور یہ دونوں صفتیں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

(۳) **شدت**: بمعنیٰ قوت اور سختی، جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو شدیدہ کہتے ہیں۔

مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز بند ہو جائے، اور آواز میں سختی ہو جیسے: لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ کی دال میں۔

ایسے حروف آٹھ ہیں جن کا مجموعہ اَجِدُكَ قَطَبْتَ ہے (۱)

(۴) **رخوہ**: بمعنیٰ نرمی، جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو رخوہ اور رخاوت کہتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں ایسی نرمی کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز جاری رہے اور آواز میں نرمی ہو، جیسے: قُرَيْشٌ کے شین میں۔

شدیدہ اور متوسطہ کے علاوہ باقی سب حروف رخوہ کے ہیں اور یہ دونوں صفتیں بھی ایک دوسرے کی مقابل ہیں۔

سبق ﴿ ۱۵ ﴾

فائدہ: جاننا چاہئے کہ صفتِ شدۃ اور رخوہ کے درمیان ایک اور صفت ہے جس کو توسط کہا جاتا ہے، بمعنی درمیانی جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو متوسطہ اور بَیْنِیَّہ کہتے ہیں۔

مطلب: اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز نہ تو پوری طرح بند ہو اور نہ پوری طرح جاری رہے بلکہ دونوں کی درمیانی حالت ہو جیسے: اَلْعٰلَمِیْن، الرَّحِیْم کے نون اور میم میں، ایسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ لن عمر ہے، اور یہ کوئی مستقل صفت نہیں کیونکہ اس میں کچھ شدت اور کچھ رخوۃ ہے۔

سوال: (۱) یہ ہے کہ حرفِ تا اور کاف میں صفتِ ہمس ہے جس کا تقاضہ ہے آواز کا پست اور سانس کا جاری رہنا اور صفتِ شدت بھی ہے جس کا تقاضہ ہے آواز کا سخت اور فی الفور بند ہونا اور بقولِ بعض آواز کا فی الفور بند ہونا مستلزم ہے سانس کے بند ہونے کو تو پھر ان دونوں حرفوں میں یہ دونوں صفتیں کیسے پائی جا سکتی ہیں۔

جواب: یہ ہے کہ ان دونوں حرفوں میں صفتِ ہمس ضعیف ہے اور صفت شدت قوی ہے شدت کے قوی ہونے کی وجہ سے اوّلاً آواز بند ہو جاتی ہے۔ لیکن بعدہٗ ہمس ہونے کی وجہ سے تھوڑا سانس جاری ہو جاتا ہے۔ مگر اس سانس کے جاری ہونے میں یہ احتیاط رہے کہ آواز جاری نہ ہو کیوں کہ اگر آواز جاری ہو گی تو پھر یہ دونوں حروف شدیدہ نہ رہیں گے بلکہ رخوہ ہو جائیں گے دوسری غلطی یہ ہو گی کہ ان میں ہاء کی آواز پیدا ہو کر لحن جلی واقع ہو جائے گی جیسے: فَسَكَتْ کے بجائے فَسَکَتَه عند کھ وغیرہ

سوال: (۲) یہ ہے کہ صفتِ شدت اور رخوہ آپس میں متضاد ہیں پھر متوسطہ کے پانچوں حروف میں کیسے پائی جا سکتی ہے کیوں کہ شدت کا تقاضہ ہے آواز کا بند ہونا اور رخوہ کا تقاضہ ہے آواز کا جاری رہنا۔

جواب: یہ ہے کہ شدتِ کاملہ اور رخاوتِ کاملہ اس معنی میں تو یہ دونوں متضاد ہیں لیکن شدتِ ناقصہ اور رخاوتِ ناقصہ اس معنی میں یہ دونوں متضاد نہیں اور یہاں پر یہی مراد ہے کہ ان میں کچھ شدت ہے اور کچھ رخوہ ہے۔

سبق ﴿۱۶﴾

(۵) **استعلاء**: بمعنی بلندی کو چاہنا، جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہو ان کو مُستعلیہ کہتے ہیں۔
مطلب: اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف بلند ہوتی ہے، جس کی وجہ سے یہ حروف پُر ہوتے ہیں جیسے قَالَ اللّٰہ کے قاف میں ایسے حروف سات ۷ ہیں جن کا مجموعہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ہے۔

(۶) **استفال**: بمعنی پستی کو چاہنا، جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہو ان کو مستفلہ کہتے ہیں، مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ اوپر کے تالو کی طرف بلند نہیں ہوتی جس کی وجہ سے یہ حروف باریک رہتے ہیں جیسے: مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ.
مستع . کے علاوہ باقی سب حروف مستفلہ کے ہیں اور یہ دونوں صفتیں (استعلا و استفال بھی) ایک دوسرے کی مقابل ہیں (۳)۔

(۷) **اطباق**: یعنی ڈھانپنا چمٹ جانا، جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مطبقہ کہتے ہیں:
مطلب: اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے مُلصق ہو جاتا ہے، یعنی چمٹ جاتا ہے، جس کی وجہ سے یہ حروف خوب پُر ہوتے ہیں جیسے: وَلَا الضَّآلِّيْنَ، وَالصَّيْفِ وغیرہ۔ ایسے حروف چار ہیں ص، ض، ط، ظ۔

(۸) **انفتاح**: بمعنی کھلنا، جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو منفتحہ کہتے ہیں۔
مطلب: اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے جدا رہتا ہے جیسے: نَسْتَعِيْنُ۔ **اطباق** کے علاوہ باقی سب حروف انفتاح کے ہیں یہ دونوں صفتیں بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

معلومات مفیدہ

(۳) سوال یہ ہے کہ حرف کاف میں بھی زبان کی جڑ اُوپر کے تالو کی طرف بلند ہوتی ہے لہٰذا کاف کو بھی حروف مستعلیہ میں شمار کرنا چاہیے۔
جواب: یہ ہے کہ حروف مستعلیہ میں زبان کی جڑ کا اکثر حصہ بلند ہوتا ہے اور کاف میں اکثر حصہ بلند نہیں ہوتا۔ نیز کاف میں زبان کی جڑ کا کچھ حصہ مخرج کے اعتبار سے ملتا ہے صفت کے اعتبار سے نہیں اس وجہ سے کاف کو حروف مستعلیہ میں شمار نہیں کیا جاتا۔
سوال: جیم، شین، ی، میں بھی زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے لگ جاتا ہے: لہٰذا ان تینوں حروف کو صفت اطباق میں شمار کرنا چاہئے۔
جواب: یہ ہے کہ ان تینوں حرفوں میں زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے اکثر نہیں لگتا بلکہ مخرج کے اعتبار سے کچھ لگتا ہے کچھ نہیں اور صفت اطباق میں اکثر لگنا چاہیے اس وجہ اس کو اطباق میں شمار نہیں کیا گیا۔

سبق ﴿۱۷﴾

(۹)اِذلاق، بمعنی پھسلنا جن حروف میں یہ صفت پائی جائے اس کو مذلقہ کہتے ہیں۔

مطلب: اس صفت کا یہ ہے کہ یہ حروف اپنے مخرج سے آسانی اور جلدی سے ادا ہو جاتے ہیں، ان میں جو شفویہ ہیں وہ ہونٹ کے کنارے سے، اور جو طرفیہ ہیں وہ زبان کے کنارہ سے جلدی اور آسانی سے ادا ہوتے ہیں، جیسے: فَرْغَبْ، هَلْ تَرٰى وغیرہ۔

ایسے حروف چھ ہیں جن کا مجموعہ فَرَّ مِن لُبٍّ ہے۔

(۱۰)**اصمات،** بمعنی مضبوطی اور جماؤ جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مصمتہ کہتے ہیں۔

مطلب: اس صفت کا یہ ہے کہ یہ حروف اپنے مخرج سے مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ ادا ہوتے ہیں آسانی اور جلدی سے ادا نہیں ہوتے جیسے: بِمُزَحْزِحِهٖ، اِذَا عَسْعَسَ۔

ازلاق کے علاوہ باقی سب حروف اصمات کے ہیں اور یہ دونو صفتیں بھی ایک دوسرے کی مقابل ہیں نمبر ۵، (ملخص بجمال)۔

فائدہ: یہ کل دس صفات متضادہ ہیں، جن میں سے ہر حرف کے اندر پانچ ۵ صفتوں کا پایا جانا ضروری ہے، ان میں بعض صفات قوی ہیں اور بعض ضعیف، صفات قویہ یہ ہے: (۱) جہر، (۲) شدت، (۳) استعلاء (۴) اطباق، (۵) اصمات اور صفات ضعیفہ یہ ہیں (۱) ہمس، (۲) رخوہ، (۳) استفال (۴) انفتاح، (۵) ازلاق۔

صفات معلوم کرنے کا طریقہ

جس حرف کی صفات معلوم کرنی ہو تو اس کو ہر جوڑے کی پہلی صفت کے مجموعہ میں تلاش کیا جائے اگر اس مجموعہ میں وہ حرف موجود ہے تو اس کے اندر وہی صفت ہے ورنہ اس کی ضد ہے۔

مثلاً جیم میں ہمس وجہر میں سے جہر(۱)۔ شدۃ ورخوہ متوسط میں سے شدۃ(۲)، استعلاء واستفال میں سے استفال(۳)، اطباق وانفتاح میں سے انفتاح(۴) ازلاق واصمات میں سے اصمات(۵)۔

(۵) سوال: یہ ہے کہ تا، دال، طا، ثا، ذال، ظا بھی زبان کے کنارہ سے ادا ہوتے ہیں لہٰذا ان کو بھی صفت ازلاق میں شمار کرنا چاہیے۔

جواب: یہ ہے کہ صفت ازلاق کے لیے سُرعتِ نطق ضروری ہے اور ان حرفوں میں سُرعتِ نُطق نہیں پایا جاتا ہے اس لیے ان کو صفت اصمات میں شمار کیا ہے۔

سبق ﴿۱۸﴾

صفات غیر متضادہ کا بیان

صفات غیرمتضادہ کی تعریف: صفات غیرمتضادہ ان کو کہتے ہیں جن کی کوئی ضد نہ ہو اور نہ اس ضد کا کوئی اصطلاحی نام ہو، اور نہ وہ کسی حرف پر صادق آتی ہوں۔

اور صفات غیرمتضادہ سات ہیں، (۱) صفیر، (۲) قلقلہ، (۳) لین، (۴) انحراف (۵) تکریر، (۶) تفشی، (۷) استطالت۔

(۱) **صفیر** بمعنی تیز آواز جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو صفیریہ کہتے ہیں۔

مطلب: اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت ایک تیز آواز مثل سیٹی کے نکلتی ہے، جیسے: بِمُزَحْزِحِهٖ، بِمُصَيْطِرٍ، يُوَسْوِسُ وغیرہ۔

اور ایسے حروف تین ہیں (ز، س، ص)۔

(۲) **قلقلہ** جنبش کرنا کھنکھنانا جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان کو مقلقلہ کہتے ہیں۔

مطلب اس صفت کا یہ ہے کہ ان حروف کو ادا کرتے وقت بحالت سکون آواز ان کے مخرج میں جنبش کرتی ہے، یعنی واپس لوٹتی ہوئی معلوم ہوتی ہے، جیسے: اَحَدْ، فَلَقْ وغیرہ۔

ایسے حروف پانچ ہیں، جن کا مجموعہ قُطُبُ جَدٍّ ہے۔

معلومات مفیدہ

سوال یہ ہے کہ ز س ص ان تینوں حرفوں میں آواز سخت اور تیز کیوں نکلتی ہے؟

جواب: یہ ہے کہ ان تینوں حرفوں میں آواز زبان کی نوک اور ثنایا علیا و سفلی کے درمیان سے نکلتی ہے، جس کی وجہ سے آواز میں احتباس (رکاوٹ) پیدا ہو جاتی ہے اس لیے تیز اور سخت نکلتی ہے۔

(۲) سوال یہ ہے کہ قلقلہ کی تعریف میں سکون کی قید لگائی حالانکہ متحرک حرف میں بھی قلقلہ ہوتا ہے، کیونکہ صفت قلقلہ لازمہ ہے جو حرف میں ہر حال میں پائی جائے گی پھر سکون کی قید کیوں لگائی۔

جواب: یہ ہے کہ سکون کی حالت میں قلقلہ زیادہ ظاہر ہوتا ہے بنسبت متحرک حرف کے اس لیے سکون کی قید لگائی۔

سبق ۱۹

فائدہ: قلقلہ کے پانچ درجے ہیں:

(۱) حرف قلقلہ وقف کی حالت میں مشدد ہو اس میں سب سے زیادہ قلقلہ ہوتا ہے جیسے : دَعْوَةُ الْحَقّ۔

(۲) حرف قلقلہ وقف کی حالت میں ساکن ہو جیسے: لَهَبْ، مَسَدْ.

(۳) حرف قلقلہ وصل کی حالت میں مشدد جیسے: اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ.

(۴) حرف قلقلہ وصل کی حالت میں ساکن ہو، جیسے اَلَمْ يَجْعَل، حَبْلٌ وغیرہ۔

(۵) حرفِ قلقلہ متحرک ہو جیسے بِرَبِّ الْفَلَقِ، اِذَا وَقَبَ اس صورت میں قلقلہ نہ ہونے کے درجے میں ہوتا ہے۔

سوال: یہ ہے کہ ان حروف میں قلقلہ کیوں کیا جاتا ہے؟

جواب: یہ ہے کہ ان حروف میں صفت جہر اور شدت ہے جہر کی وجہ سے سانس میں اور شدت کی وجہ سے آواز میں رُکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اسی رُکاوٹ کو دور کرنے کے لیے قلقلہ کیا جاتا ہے۔ یہ بات اگرچہ ہمزہ میں بھی پائی جاتی ہے مگر اس میں حذف واثبات تسہیل وتعلیل کی وجہ سے ایک طرح کی تخفیف پائی جاتی ہے؛ اس لئے اس میں قلقلہ نہیں کیا جاتا۔

سبق ﴿۲۰﴾

(۳) **لین** بمعنی نرمی جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو لِینیہ اور لیّنہ کہتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ ان حروف کو ان کے مخرج سے ایسی نرمی لطافت اور سنجیدگی سے ادا کرنا چاہئے کہ اگر ان پر مد کرنا چاہیں تو کر سکیں جیسے خَوْفٌ، صَیْفٌ۔

اور ایسے حروف دو ہیں واؤ اور یاء، ساکن ماقبل مفتوح جیسے : أَوْحَیْنَا، زَوْجَیْنِ.

(۴) **انحراف**، بمعنی الٹنا پلٹنا، یہ صفت لام اور راء میں پائی جاتی ہے اور ان دونوں حرفوں کو منحرفہ کہتے ہیں۔

مطلب: اس صفت کا یہ ہے کہ لام کو ادا کرتے وقت زبان کنارہ کی طرف اور راء کو ادا کرتے وقت زبان کنارہ کی طرف اور کچھ زبان پشت کی طرف مائل ہوتی ہے جیسے هَلْ تَرىٰ مِنْ فُطُوْرٍ۔

(۵) **تکریر** بمعنی مکرر ہونا یہ صفت راء میں پائی جاتی ہے۔

مطلب: اس صفت کا یہ ہے کہ راء کو ادا کرتے وقت زبان میں ایک رَعشہ یعنی لرزہ پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے آواز میں تکرار کی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے مطلب یہ نہیں کہ تکرار کو ظاہر کیا جائے، چاہے راء مشدد ہی کیوں نہ ہو، جیسے: فَرْغَبْ مُسْتَقَرٌّ (ا)۔

معلومات مفیدہ

(ا) صفت تکریر میں تین چیزیں قابل توجہ ہیں: (ا) حقیقی تکرار (۲) عدم تکرار (۳) مشابہت تکرار، ان میں سے پہلی دو عدمی اور تیسری وجودی ہے یعنی راء میں مشابہت تکرار پائی جاتی ہے حقیقی تکرار یا عدم تکرار نہیں۔

سبق ﴿۲۱﴾

(۶) **تفشّی**، بمعنی پھیلنا یہ صفت شین میں پائی جاتی ہے، یعنی شین کو ادا کرتے وقت آواز منہ کے اندر طولاً وعرضاً پھیل جاتی ہے جیسے قُرَیْشْ۔

(۷) **استطالت**، بمعنی لمبائی کو چاہنا، یہ صفت ضاد میں پائی جاتی ہے۔

مطلب: اس صفت کا یہ ہے کہ ضاد کو ادا کرتے وقت حافۂ لسان کے شروع سے حافۂ لسان کے اخیر تک آواز میں امتداد ہوتا ہے یعنی اس کا مخرج جتنا طویل ہے پورے مخرج میں آواز کے جاری ہونے سے آواز طویل ہو جاتی ہے طولاً نا کہ عرضاً جیسے وَلَا الضَّآلِّیْنْ۔

فائدہ: یہ کل سات صفات غیر متضادہ ہیں جن میں سے چھ صفات قوی ہیں اور ایک صفت (لین) ضعیف ہے، پھر ان سترہ ۱۷ صفات میں سب سے زیادہ قوی صفت قلقلہ ہے، پھر شدت، پھر جہر، پھر باقی صفات ہیں۔

سوال: یہ ہے کہ صفات غیر متضادہ کل چودہ حروف میں پائی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ باقی حروف میں ان کی ضد پائی جائے گی مثلاً شین میں تفشّی ہے تو باقی حروف میں عدمِ تفشّی ہوگی یا ضاد میں استطالت ہے تو باقی حروف میں عدم استطالت ہوگی، تو پھر صفاتِ متضادہ ا ورغیر متضادہ میں کیا فرق رہا؟

جواب: یہ ہے کہ صفات متضادہ میں ہر صفت کی کوئی نہ کوئی ضد متعین ہے اور اس کا اصطلا حا وحقیقتاً کوئی نام بھی ہے اور وہ کسی نہ کسی حرف پر صادق بھی آتی ہے، برخلاف صفات غیر متضادہ کے کہ نہ ان کی کوئی ضد ہے اور نہ اس کا کوئی اصطلاحی نام ہے اور نہ وہ کسی حرف پر صادق آتی ہے، اور عدمِ تفشّی اور عدم استطالت تو محض فرضی نام ہیں۔ (ملخص بجمال القرآن)

سبق ﴿۲۲﴾

فائدہ: حروف کی باعتبار قوت وضعف کے پانچ قسمیں ہیں: (۱) اقوی، (۲) قوی، (۳) متوسط، (۴) ضعیف، (۵) اضعف۔

(۱) **اقویٰ:** یعنی وہ حروف جن میں تمام صفات قوی یا صرف ایک صفت ضعیف ہو اور ایسے حروف چار ہیں طض ظق۔

(۲) **قوی:** یعنی وہ حروف جن میں اکثر صفات قوی ہوں ایسے حروف چھے ٦ ہیں، جن کا مجموعہ جَدٌّ صَغْرَزْ ہے۔

(۳) **متوسط:** یعنی وہ حروف جن میں تمام صفات قوی وضعیف تحقیقاً یا حکماً برابر ہوں ایسے حروف آٹھ ہیں جن کا مجموعہ اَخذَعْتُ کَبَا ہے۔

(۴) **ضعیف:** یعنی وہ حروف جن میں اکثر صفات ضعیف ہو ایسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ شَلْیُوْس ہے۔

(۵) **اضعف:** یعنی وہ حروف جن میں تمام صفات ضعیف یا ایک صفت قوی ہو۔ ایسے حروف چھے ٦ ہیں جن کا مجموعہ حَنَثَ فَهَمْ ہے۔
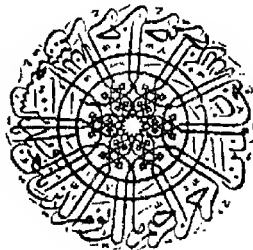
سبق ﴿۲۳﴾

نقشہ صفات متضادہ وغیر متضادہ، حسب ترتیب حروف تہجی

		صفات متضادہ		غیر متضادہ			
۱-	ا	مجہورہ	رخوہ	مستفلہ	منفتحہ	مصمتہ	مدہ
۲-	ب	مجہورہ	شدیدہ	″	″	مذلقہ	مقلقلہ
۳-	ت	مہموسہ	″	″	″	مصمتہ	
۴-	ث	″	رخوہ	″	″	″	
۵-	ج	مجہورہ	شدیدہ	مستفلہ	منفتحہ	مصمتہ	مقلقلہ
۶-	ح	مہموسہ	رخوہ	″	″	″	
۷-	خ	″	″	مستعلیہ	″	″	
۸	د	مجہورہ	شدیدہ	مستفلہ	″	″	مقلقلہ
۹-	ذ	″	رخوہ	″	″	″	
۱۰-	ر	″	متوسطہ	″	″	مذلقہ	متکررہ منحرفہ
۱۱-	ز	مجہورہ	رخوہ	″	″	مصمتہ	صفیریہ
۱۲-	س	مہموسہ	″	″	″	″	صفیریہ
۱۳-	ش	″	″	″	″	″	متفشی
۱۴-	ص	″	″	مستعلیہ	مطبقہ	″	صفیریہ
۱۵-	ض	مجہورہ	″	″	″	″	مستطیلہ

۱۶	ط	مجہورہ	شدیدہ	مستعلیہ	مطبقہ	مصمتہ	مقلقلہ
۱۷	ظ	〃	رخوہ	〃	〃	〃	
۱۸-	ع	مجہورہ	متوسطہ	مستفلہ	منفتحہ	مصمتہ	
۱۹-	غ	〃	رخوہ	مستعلیہ	〃	〃	
۲۰-	ف	مہموسہ	〃	مستفلہ	〃	مذلقہ	
۲۱-	ق	مجہورہ	شدیدہ	مستعلیہ	مطبقہ	〃	مقلقلہ
۲-	ک	مہموسہ	〃	مستفلہ	منفتحہ	مصمتہ	
۲۳-	ل	مجہورہ	متوسطہ	〃	〃	مذلقہ	منحرفہ
۲۴-	م	〃	〃	〃	〃	〃	
۲۵	ن	مجہورہ	متوسطہ	مستفلہ	منفتحہ	مذلقہ	
۲۶	و	〃	رخوہ	〃	〃	مصمتہ	مدہ لینیہ
۲۷-	ہ	مہموسہ	〃	〃	〃	〃	
۲۸	ء	مجہورہ	〃	〃	〃	〃	
۲۹	ی	〃	〃	〃	〃	〃	مدہ لینیہ

سبق ﴿۲۴﴾

صفاتِ عارضہ محسنہ کے بیان میں

جاننا چاہئے کہ حروف مستعلیہ سات ہے جن کا مجموعہ خص ضغط قظ ہے، یہ حروف ہر حال میں پُر پڑھے جاتے ہیں، ان کے علاوہ باقی حروف کو مستفلہ کہتے ہیں جو باریک پڑھے جاتے ہیں، مگر حروف مستفلہ میں سے الف، اللہ کا لام اور را کبھی پُر اور کبھی باریک پڑھے جاتے ہیں۔

قاعدہ (۱) الف سے پہلے اگر پُر حرف ہو تو الف بھی پر ہوگا جیسے ضَآلّٓوْ غیرہ، اور اگر الف سے پہلے باریک حرف ہو تو الف بھی باریک ہوگا جیسے عَائِلًا وغیرہ۔

قاعدہ (۲) اللہ کے لام سے پہلے حرف پر اگر زبر یا پیش ہو تو اللہ کا لام پر ہوگا جیسے هُوَ اللّٰه، رَسُوْلُ اللّٰه (ﷺ) اور اس پر پڑھنے کو تفخیم کہتے ہیں۔

اور اگر اللہ کے لام سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو تو اللہ کا لام باریک ہوگا جیسے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ، بِسْمِ اللّٰهِ اور اس باریک پڑھنے کو ترقیق کہتے ہیں۔

تنبیہ: لفظ اَللّٰهُمَّ میں بھی اللہ ہی کا لام ہے اس کے پر باریک ہونے کا بھی یہی قاعدہ ہے۔

قاعدہ (۳) راء کی تین حالتیں ہیں (۱) راء متحرک، (۲) راء ساکن ماقبل متحرک، (۳) راء ساکن ساکن ماقبل متحرک۔

(۱) راء متحرک: پر اگر زبر یا پیش ہو تو راء پُر ہوگی جیسے رَبُّكَ رُبَمَا وغیرہ۔

اور اگر راء متحرک کے نیچے زیر ہو تو راء باریک ہوگی جیسے رِجَالْ، رِقَابْ وغیرہ۔

اور را مشدد متحرک کا بھی یہی قاعدہ ہے کہ زبر پیش کی حالت میں پُر اور زیر کی حالت میں باریک ہوگی۔ جیسے: بِرًّا، بِرٌّ شُرٌّ دُرِّيٌّ.

معلومات مفیدہ

جاننا چاہئے کہ صفات عارضہ محسنہ سب حرفوں میں نہیں پائی جاتی، صرف آٹھ حروف میں بعض موقعوں پر بعض حالتوں کے اعتبار سے پائی جاتی ہے جن کا مجموعہ اَوْيَرْ مَلَانٌ ہے۔

(۱) الف، (۲) اللہ، (۳) راء میں پُر اور باریک ہونے کے اعتبار سے، (۴) میم ساکن ومشدد، (۵) نون ساکن ومشدد میں اظہار ادغام اخفاء وغنہ اور عدم غنہ ہونے کے اعتبار سے (۶) واؤ، (۷) یاء میں مدہ اور عدم مدہ ہونے کے اعتبار سے۔ جب کہ الف ہمیشہ مدہ ہی ہوتا ہے، (۸) ہمزہ میں تحقیق وتسہیل حذف واثبات کے اعتبار سے۔

فائدہ: نون ساکن میں تنوین بھی داخل ہے اداءً نہ کہ رسماً۔

سبق ﴿۲۵﴾

(۲) راء ساکن ماقبل متحرک: کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر راء ساکن سے پہلے حرف پر زبر یا پیش ہو تو راء پر ہوگی جیسے یَرْجِعُوْنَ یُرْزَقُوْنَ وغیرہ، اور اگر زیر ہو تو راء باریک ہوگی جیسے فِرْعَوْنُ لیکن اس راء کے باریک ہونے کی تین شرطیں ہیں۔

(۱) راء ساکن سے پہلے زیر اصلی ہو جیسے فِرْعَوْنُ (۲) راء ساکن اور زیر دونوں ایک ہی کلمہ میں ہو جیسے فِرْعَوْنُ (۳) راء ساکن کے بعد اسی کلمہ میں کوئی حرف مستعلیہ نہ ہو تو راء باریک ہوگی جیسے فِرْعَوْنُ۔

اور اگر راء ساکن سے پہلے زیر عارضی ہوگا تو راپُر ہوگی جیسے اِرْجِعُوا، اِرْجِعِیْ، اِرْکَبْ وغیرہ۔
یا راء ساکن اور زیر دونوں دو کلموں میں ہونگے تو راپُر ہوگی۔ جیسے رَبِّ اِرْجِعُوْنِ، رَبِّ ارْحَمْهُمَا وغیرہ۔

یا راء ساکن کے بعد اسی کلمہ میں کوئی حرف مستعلیہ ہوگا تو راء پر ہوگی، جیسے اِرْصَادْ، مِرْصَادْ، قِرْطَاس، فِرْقَه۔

مگر فِرْق میں خُلف ہے بعض اس کو پُر پڑھتے ہیں راء کے مابعد حرف مستعلیہ ہونے کی وجہ سے اور بعض باریک پڑھتے راء کے ماقبل اور مابعد کسرہ ہونے کی وجہ سے دونوں طرح سے پڑھنا صحیح ہے۔

راء مشدد ساکن: کا بھی یہی قاعدہ ہے کہ اگر راء مشدد ساکن سے پہلے زبر یا پیش ہوگا تو راپُر زیر ہوگا تو را باریک ہوگی، پُر کی مثال مُسْتَقَرٌّ، لَایَضُرُّ باریک کی مثال مُسْتَمِرٌّ۔

سبق ﴿۲۶﴾

(۳) راء ساکن ماقبل متحرک: یہ حالت وقف میں پائی جاتی ہے، اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر راء ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف بھی ساکن ہو اور تیسرے حرف کے اوپر زبر یا پیش ہو تو راء پر ہوگی جیسے قَدْر، عُسْرْ وغیرہ، اور اگر تیسرے حرف کے نیچے زیر ہو تو راء باریک ہوگی جیسے ذِکْر حِجْر وغیرہ۔

لیکن اگر راء ساکن سے پہلے یاء ساکنہ ہو تو راء ہر حال میں باریک ہوگی چاہے تیسرے حرف کے اوپر زبر یا پیش ہی کیوں نہ ہو، جیسے: خَیْر، خَبِیْر، قَدِیْر وغیرہ، پیش کی مثال قرآن پاک میں نہیں ہے۔

سوال: یہ ہے کہ اگر راء ساکن سے پہلے یاء ساکنہ ہو تو راء ہر حال میں کیوں باریک ہوتی ہے؟

جواب: یہ ہے کہ یاء دو کسروں کے قائم مقام ہوتی ہے، اور ایک کسرہ کی وجہ سے راء باریک ہوتی ہے تو دو کسروں کی وجہ سے بدرجۂ اُولیٰ باریک ہوگی۔

تنبیہ (۱) لفظ مِصْرْ اور عَیْنَ الْقِطْرْ کی راء **قاعدہ** (۳) کی وجہ سے باریک ہوگی، لیکن بعض قاریوں نے راء ساکن کے ماقبل حرف مستعلیہ کی وجہ سے پُر پڑھا ہے دونوں طرح سے پڑھنا صحیح ہے۔

تنبیہ (۲) سورہ فجر میں اِذَا یَسْرْ کی راء قاعدہ (۳) کی وجہ سے پُر ہوگی مگر بعض قاریوں نے راء کے نیچے کسرہ ہونے کی وجہ سے باریک پڑھا ہے یہ روایت ضعیف ہے۔

سبق ﴿۲۷﴾

قاعدہ(۴) راء ممالہ: یعنی وہ راء جس میں امالہ کیا جائے اس کے نیچے کسرہ سمجھتے ہوئے باریک پڑھی جائے گی، جیسے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖيهَا امام حفصؒ کی روایت میں پورے قرآن پاک میں صرف اسی جگہ امالہ کیا گیا ہے۔

امالہ کی تعریف: امالہ کہتے ہیں زبر کو زیر کی طرف اور الف کو یاء کی طرف مائل کرنا جھکانا اور اس کو اہل فارسی یاء مجہول سے تعبیر کرتے ہیں جیسے قطرے کی یاء۔

قاعدہ (۵) راء مرامہ: یعنی وہ راء جس میں وقف بالرَّ وم کیا جائے یہ پیش کی حالت میں پُر اور زیر کی حالت میں باریک ہوگی جیسے: قَدِيْرٌ، وَالْفَجْرِ۔

فائدہ: جاننا چاہیے کہ وقف کرنے کا عام طریقہ یہ ہے کہ موقوف علیہ کی حرکت کو مکمل طور پر ساکن کر دیا جائے جیسے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ مگر وقف کرنے کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ موقوف علیہ کی حرکت کو مکمل طور پر ساکن نہ کیا جائے بلکہ اس کی حرکت کا کچھ حصہ ادا کیا جائے یہ زیر اور پیش میں ہوتا ہے اور جس کو وقف بالرَّ وم کہتے ہیں لہٰذا اگر راء پر وقف بالرَّوم کریں تو ایسی راء کو راء مرامہ کہتے ہیں، جو وقف کی حالت میں متحرک کے حکم میں ہوتی ہے موقوف علیہ کی حرکت کا کچھ حصہ ادا ہونے کی وجہ سے۔

سبق ﴿۲۸﴾

میم ساکن ومشدد کا بیان

جاننا چاہئے کہ اگر میم مشدد ہو تو اس میں ایک الف کی مقدار غنہ ہوتا ہے جیسے لمّا عَمّ وغیرہ۔
اور اگر میم ساکن ہو تو اس کے تین قاعدے ہیں (۱) ادغام شفوی، (۲) اخفاء شفوی، (۳) اظہار شفوی، ادغام کے لغوی معنیٰ، ملانا، داخل کرنا۔

اصطلاحی تعریف: ادغام کہتے ہیں ایک حرف کو دوسرے حرف میں ملا کر مشدد پڑھنا پھر ادغام کی باعتبار حرف مدغم کے دو قسمیں ہیں، (۱) ادغام صغیر، (۲) ادغام کبیر۔

(۱) **ادغام صغیر**: اس کو کہتے ہیں کہ حرف مدغم پہلے سے ہی ساکن ہو ادغام کے لیے اس کو ساکن نہ کیا گیا ہو، جیسے فَمِنْهُمْ مَّنْ آمَنَ، وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرْ، اَمْ مَّنْ وغیرہ۔

(۲) **ادغام کبیر**: اس کو کہتے ہیں کہ حرف مدغم پہلے سے ساکن نہ ہو ادغام کے لیے اس کو ساکن کیا گیا ہو، جیسے مَكَّنِّي، اَتُحَاجُوْنِّي وغیرہ، کہ اصل میں مَكَّنَنِيْ، اَتُحَآجُوْنَنِيْ ہے اور ادغام کبیر امام حفصؒ کی روایت میں صرف پانچ جگہ پر مروی ہے۔

(۱) لَا تَامَنَّا (۲) اَتُحَآجُّوْنِّيْ (۳) تَامُرُوْنِّي (۴) مَكَّنِّي (۵) نِعِمَّا، فقط۔

قاعدہ (۱) ادغام شفوی کا قاعدہ: میم ساکن کے بعد اگر دوسرا میم آئے گا تو ادغام شفوی ہوگا جیسے فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرْ. اور اس کو ادغام صغیر مثلین بھی کہتے ہیں۔

سبق ﴿۲۹﴾

قاعدہ (۲) اخفاء یعنی چھپانا، پوشیدہ کرنا۔

اصطلاحی تعریف: میم ساکن کی ادائیگی میں دونوں ہونٹوں کی خشکی کے حصہ کو نرمی سے ملا کر ایک الف کے بقدر غنہ کرکے پڑھنا۔

اخفاء شفوی کا قاعدہ: میم ساکن کے بعد اگر باء آئے گا تو وہاں پر اخفاء شفوی ہوگا، جیسے تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ وغیرہ، اور اس میں اظہار بھی جائز ہے، مگر اخفاء بہتر ہے۔

قاعدہ (۳) اظہار بمعنی ظاہر کرنا۔

اصطلاحی تعریف: میم ساکن کو اس کے مخرج سے بغیر غنہ کے ادا کرنا۔

اظہار شفوی کا قاعدہ: یہ ہے کہ اگر میم ساکن کے بعد دوسرے میم اور باء کے علاوہ کوئی اور حرف آئے گا تو وہاں پر اظہار شفوی ہوگا جیسے: اَلَمْ تَرَ، اَنْعَمْتَ وغیرہ۔

تنبیہ: بعض لوگ میم ساکن کے بعد با، واؤ، فا کا ایک ہی قاعدہ سمجھتے ہیں اور اس کا نام بوف کا قاعدہ رکھتے ہیں، اس میں تین قول ہیں (۱) بعض تو میم ساکن میں ان تینوں حرفوں کی وجہ سے اخفاء کرتے ہیں جیسے: يَمُدُّهُمْ فِيْ، تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ، عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ۔

(۲) اور بعض میم ساکن میں ان تینوں حرفوں کی وجہ سے اظہار کرتے ہیں جیسے: يَمُدُّهُمْ فِيْ، تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ، عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ۔

(۳) اور بعض میم ساکن کو ان تینوں حرفوں کی وجہ سے ایک طرح کی حرکت دیتے ہیں، جیسے يَمُدُّهُمْ فِيْ، تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ، عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ۔ ان میں پہلا اور تیسرا قول تو بالکل غلط ہے اور دوسرا قول ضعیف ہے، پہلا قول تو اس لیے غلط ہے کہ اخفا صرف باء میں ہوتا ہے، واؤ، فاء میں نہیں ہوتا، اور تیسرا قول اس لیے غلط ہے کہ میم ساکن کو ایک گونہ حرکت دینا حرکت کی زیادتی ہے اور حرکت کی زیادتی لحن جلی ہے جس سے بچنا نہایت ضروری ہے، اور دوسرا قول اس لیے ضعیف ہے کہ اگرچہ باء میں اظہار بھی جائز ہے مگر اخفاء بہتر ہے، اخفاء کے بہتر ہونے کی وجہ سے دوسرا قول ضعیف ہے۔

سبق ﴿۳۰﴾

نون ساکن اورتنوین کا بیان

جاننا چاہئے کہ اگر نون مشدد ہوتو اس میں ایک الف کی مقدار غنہ ہوتا ہے جیسے انّا، عنّا وغیرہ، اور اگر نون ساکن یا تنوین ہوتو اس کے چار قاعدے ہیں (۱) اظہار، (۲) ادغام، (۳) قلب، (۴) اخفاء حقیقی۔

قاعدہ (۱) اظہار: بمعنی ظاہر کرنا۔

اصطلاحی تعریف: نون ساکن یا تنوین کو اس کے مخرج سے بغیر غنہ کے ادا کرنا۔

اظہار حلقی کا قاعدہ: نونساکن یا تنوین کے بعد اگر حروف حلقی کے چھ حرفوں میں سے کوئی حرف آئے گا تو اظہار حلقی ہوگا جیسے اَنْعَمْتَ، سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اور حروف حلقی چھ ہیں۔ ء، ہ، ع، ح، خ، غ، جو اس شعر میں بھی مذکور ہیں۔

شعر: حروف حلقی چھ سمجھ اے نور عین ❁ ہمزہ ہاء وحاء وخاء وعین وغین

قاعدہ (۲) **ادغام**: بمعنی ملانا، اصطلاحی تعریف ایک حرف کو دوسرے حرف میں ملا کر مشدد پڑھنا، پھر ادغام کی باعتبار کیفیت کے دو قسمیں ہیں، (۱) ادغام تام (۲) ادغام ناقص۔

ادغام تام کی تعریف: ادغام تام اس کو کہتے ہیں کہ دو حرفوں کا ادغام کرنا اس طرح سے کہ پہلے حرف کی کوئی صفت باقی نہ رہے یعنی پہلا حرف دوسرے حرف سے بالکل بدل جائے۔

ادغام ناقص کی تعریف: ادغام ناقص اس کو کہتے ہیں کہ دو حرفوں کا اس طرح ادغام کرنا کہ پہلے حرف کی کوئی صفت باقی رہے، یعنی پہلا حرف دوسرے حرف سے بالکل نہ بدلے۔

معلومات مفیدہ

سوال: حروف حلقی میں اظہار کیوں ہوتا ہے۔

جواب: نون ساکن اور حروف حلقی میں مخرج کی دوری کی وجہ سے۔

جواب (۲): نون حروف مذلقہ میں سے ہے جو جلدی ادا ہو جاتا ہے برخلاف حروف حلقی کے جو دیر سے ادا ہوتے ہیں: اس لیے اظہار ہوتا ہے۔

سبق ﴿۳۱﴾

ادغام کا قاعدہ: اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف یرملون کے چھے حرفوں میں سے کوئی حرف آئے گا تو وہاں پر ادغام ہوگا، لام اور راء میں ادغام تام جیسے مِنْ رَّبِّهٖ مِنْ لَّدُنْكَ وَيْلٌ لِّكُلِّ فِيْ عِيْشَةٍ الرَّاضِيَةٍ اور يُوْمِنْ کے چار حرفوں میں ادغام ناقص ہوگا، جیسے مَنْ يُّوْمِنُ ، مِن وَّال، خَيْرًا يَّرَه شَرًّا يَّرَه وغیرہ، ادغام تام کو ادغام بلا غنہ اور ادغام ناقص کو ادغام بالغنہ کہتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ چار کلمے ایسے ہیں کہ ان میں ادغام بالغنہ ہونا چاہئے وہ چار کلمے یہ ہیں: دُنْيَا، بُنْيَانٌ، قِنْوَانٌ، صِنْوَانٌ ان کو دُنّيا، بُنّيانٌ، قِنّوانٌ، صِنّوانٌ پڑھنا چاہئے، مگر ان میں اظہار ہوتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: یہ ہے کہ اس ادغام کے لیے دو کلموں کا ہونا شرط ہے کہ نون ساکن، یا تنوین پہلے کلمہ کے آخر میں ہو اور حرف یرملون دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو اور ان چاروں کلموں میں نون ساکن اور حرف یرملون ایک ہی کلمہ میں ہے، اس لیے اظہار ہوگا ایسے اظہار کو اظہار مطلق کہتے ہیں۔
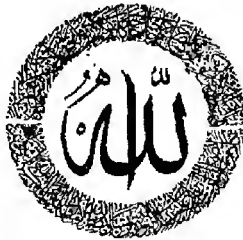
سبق ﴿۳۲﴾

قاعدہ (۳) قلب: بمعنی بدلنا۔

اصطلاحی تعریف: نون ساکن یا تنوین کو میم ساکن سے بدل کر غنہ کے ساتھ پڑھنا۔

قلب کا قاعدہ: نون ساکن یا تنوین کے بعد اگر حرف باء آئے گا تو قلب ہوگا یعنی نون ساکن یا تنوین کو میم ساکن سے بدل کر غنہ کے ساتھ پڑھا جائے گا جیسے مَنْ بَخِلَ صُمٌّ بُكْمٌ. وغیرہ۔

قاعدہ (۴) اخفاء: بمعنی چھپانا۔ اصطلاحی تعریف: نون ساکن یا تنوین کی آواز کو خیشوم میں لے جا کر اس طرح ادا کرنا کہ نہ ادغام بالغنہ کی آواز ہو اور نہ اظہار کی بلکہ دونوں کے درمیانی حالت ہو۔

اخفا کا قاعدہ: نون ساکن یا تنوین کے بعد اگر حروف اخفاء کے پندرہ ۱۵ حرفوں میں سے کوئی حرف آئے گا تو اخفاء حقیقی ہوگا جیسے مِنْ قَبْلُ قَوْمٍ ظَلَمُوْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وغیرہ۔

اور حروف اخفاء پندرہ ۱۵ ہیں، ت، ث، ج، د، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ف، ق، ک، اور الف کو اس لیے شمار نہیں کیا کہ وہ نون ساکن یا تنوین کے بعد نہیں آ سکتا اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے۔

سبق ﴿۳۳﴾

فائدہ: سببِ ادغام تین ہیں (۱) تَماثُل، (۲) تجانُس (۳) تقارُب۔

پھر ادغام کی باعتبار سبب کے تین قسمیں ہیں: (۱) ادغام مثلین (۲) ادغام متجانسین (۳) ادغام متقاربین۔

(۱) **ادغام مثلین:** اس کو کہتے ہیں کہ ایک ہی طرح کے دو حرفوں میں ادغام ہو رہا ہو، جیسے: اِذْذَّهَبْ۔

(۲) **ادغام متجانسین:** اس کو کہتے ہیں کہ ایسے دو حرفوں میں ادغام ہو رہا ہو جو مخرج میں متحد ہوں جیسے قَدْ تَّبَيَّنَ۔

(۳) **ادغام متقاربین:** اس کو کہتے ہیں کہ ایسے دو حرفوں میں ادغام ہو رہا ہو جو مخرج یا صفت یا دونوں کے اعتبار سے قریب قریب ہوں جیسے: اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ، مِنْ رَّبِّكُمْ، مِنْ لَّدُنْهُ وغیرہ۔

تنبیہ: شرائطِ ادغام تین ہیں۔

(۱) حرف مدغم کا ساکن ہونا (۲) مدغم فیہ کا متحرک ہونا۔ (۳) روایت سے ثابت ہونا۔

اگر روایت سے ثابت نہ ہو تو پھر ادغام نہیں ہوگا بلکہ اظہار ہوگا، جیسے: هُمْ فِيهَا، يُغْلَبْ فَسَوْفَ وغیرہ۔

سبق ﴿۴۴﴾

موانع ادغام

مثلین کے لیے مانع ادغام ایک ہے کہ مثلین دو کلموں میں ہوں اور مدغم حرف مدہ ہو جیسے فِی یوم، اور ادغام متجانسین ومتقاربین کے لیے بھی مانع ادغام ایک ہے کہ مدغم حرفِ حلقی ہو، جیسے فَصْفَحْ عَنْهُمْ، لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا۔

سوال: یہ ہے کہ ادغام کیوں کیا جاتا ہے اس کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: دو حرفوں کی ادئیگی میں آسانی اور سہولت پیدا کرنے کے لیے ادغام کیا جاتا ہے تاکہ لفظ آسان اور ہلکا ہو سکے بشرطیکہ وہ ادغام روایت سے ثابت ہو۔

اظہار قمری وادغامِ شمسی کا قاعدہ

اظہار قمری کا قاعدہ: الف لام تعریفی کے بعد اگر حروف قمری کے چودہ حروف میں سے کوئی حرف آئے گا تو وہاں پر لام تعریف کا اظہار ہوگا جیسے: وَالْقَمَرِ، وَالْفَجْرِ وغیرہ۔

اور حروف قمری چودہ ہیں، جن کا مجموعہ اِبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهْ ہے۔

ادغام شمسی کا قاعدہ: الف لام تعریفی کے بعد اگر حروف شمسی کے چودہ حروف میں سے کوئی حرف آئے گا تو لام تعریف کا ادغام ہوگا جیسے وَالشَّمْسِ، وَالنَّهَارِ، اور حروف شمسی بھی چودہ ہیں جن کا مجموعہ سَتَرِدْ ضَلَّ نَظَرٍ تُصْطَ شَذٍ ہے، اور الف کو اس لیے شمار نہیں کیا کہ وہ الف لام تعریف کے بعد نہیں آسکتا، اجتماع ساکنین کی وجہ سے۔

سبق ﴿ ۳۵ ﴾

ادغام ومشدد کی تشدید میں فرق

ادغام اور مشدد کی تشدید میں چند اعتبار سے فرق ہے۔

(۱) مشدد کی تشدید صرف مثلین میں پائی جاتی ہے جیسے انَّ عَمَّ وغیرہ۔

اور ادغام کی تشدید مثلین، متقاربین، متجانسین تینوں میں پائی جاتی ہے۔

(۲) ادائیگی کے اعتبار سے ادغام کی تشدید کچھ کم ادا ہوتی ہے اور مشدد کی تشدید پورے طور پر ادا ہوتی ہے۔

(۳) مشدد کی تشدید کے لیے ادغام ضروری نہیں مگر ادغام کے لیے تشدید ضروری ہے۔

(۴) مشدد میں دوسرے حرف پر وقف ہوتا ہے جیسے عَمَّ، الحقّ، الحجّ وغیرہ۔

اور ادغام میں پہلے حرف پر بھی وقف ہوتا ہے اور دوسرے حرف پر بھی جیسے مَنْ وَّال میں من پر اور وال پر وقف کرنا جبکہ ادغام دو کلموں میں ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔
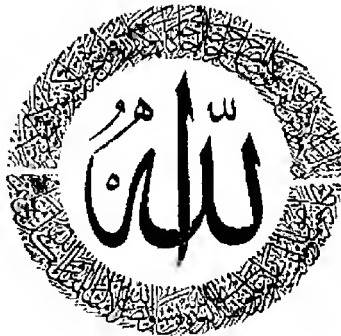
سبق ﴿۳۶﴾

مد کا بیان

مد کے لغوی معنی کھینچنا، دراز کرنا۔

اصطلاحی تعریف: حرف مدیا حرف لین میں متعینہ مقدار کے ساتھ آواز کو دراز کرنا۔

حروف مدہ تین ہیں: (۱) الف یہ ہمیشہ ساکن اور مدہ ہوتا ہے۔ (۲) واؤ ساکن ماقبل مضموم، (۳) یاء ساکن ماقبل مکسور۔

کھڑا زبر الف کے کھڑی زیر یاء مدہ کے اور اُلٹا پیش واؤ مدہ کے قائم مقام ہوتے ہیں۔

اور سبب مد دو ہیں (۱) ہمزہ خواہ متصلہ ہو یا منفصلہ، (۲) سکون خواہ اصلی ہو، یا عارضی۔

سکون اصلی کی تعریف: سکون اصلی وہ سکون ہے جو وقف اور وصل دونو حالتوں میں باقی رہے، جیسے وَانْحَرْ کی راء۔

سکون عارضی کی تعریف: سکون عارضی وہ سکون ہے جو وقف کی حالت میں پایا جائے اور وصل کی حالت میں نہ پایا جائے جیسے: اَلْكَوْثَرْ۔

مد کی اولاً دو قسمیں ہیں: (۲) مد اصلی، (۲) مد فرعی۔

(۱) **مد اصلی کی تعریف:** مد اصلی اس کو کہتے ہیں کہ حرف مد کے بعد نہ ہمزہ ہو نہ سکون، جیسے اُوْتِيْنَا، نُوْحِيْهَا اور اس کو مد ذاتی اور مد طبعی بھی کہتے ہیں۔

مد فرعی کی تعریف: مد فرعی اس کو کہتے ہیں کہ حرف مد کے بعد ہمزہ یا سکون ہو جیسے مَا يَشَاؤُنْ۔

معلومات مفیدہ

:سوال (۱) یہ ہے کہ ہمزہ اور سکون ہی سبب مد کیوں ہیں؟

جواب: یہ ہے کہ ہمزہ سبب مد اس لیے ہے تا کہ اس کی ادئیگی صحیح اور صاف طریقہ پر ہو سکے نیز حروف مدہ ضعیف ہیں اور ہمزہ قوی ہے حروف مدہ کے حذف ہونے کا اندیشہ ہے اس لیے ہمزہ سبب مد ہے۔

اور سکون سبب مد اس لیے ہے تا کہ اجتماع ساکنین لازم نہ آئے جو کہ محال ہے۔

سبق ﴿۳۷﴾

پھر مدفرعی کی چار قسمیں ہیں: (۱) مدمتصل (۲) مد منفصل
(۳) مدعارضی وقفی (۴) مدلازم

(۱) **مد متصل کی تعریف:** مدمتصل اس کو کہتے ہیں کہ حرف مد کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہو جیسے مَا شَآءَ، جَآءَ جِیْٓئَ اوراس کو مدواجب بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس کی مقدار توسط ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

(۲) **مد منفصل کی تعریف:** مدمنفصل اس کو کہتے ہیں کہ حرف مد کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو جیسے: اِنَّآ اَعْطَیْنَا، فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اوراس کو مد جائز بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کی مقدار میں اختلاف ہے بطریق شاطبیؒ اس میں توسط ہے، اور بطریق جزری قصر اور توسط دونوں جائز ہے۔

(۳) **مد عارض وقفی کی تعریف:** مدعارض وقفی اس کو کہتے ہیں کہ حرف مد کے بعد سکون وقف کی وجہ سے ہو جیسے: نَسْتَعِیْنُ۔

معلومات مفیدہ

سوال: یہ ہے کہ مدمتصل میں توسط ہی کیوں ہوتا ہے طول کیوں نہیں ہوتا؟ جب کہ مدمنفصل میں قصر بھی جائز ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: یہ ہے کہ ان دونوں میں سبب مد ہمزہ ہے جو کہ سکون کے مقابلہ میں ضعیف ہے اس لیے ان میں توسط ہوتا ہے، اور مدمنفصل میں ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہوتا ہے اس لیے اس میں قصر بھی جائز ہے۔

سوال: یہ ہے کہ مدعارض وقفی میں قصر، توسط، طول تینوں جائز ہیں اور طول اَولیٰ ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: یہ ہے کہ نفسِ سکون کی وجہ سے طول ہوتا ہے اور سکون عارضی کی وجہ سے توسط ہوتا ہے۔

اور ان دونوں کا اعتبار نہ کرتے ہوئے قصر ہوتا ہے۔

نیز ان حروف مدہ کی ذات اصل میں مد ہی کو چاہتی ہے اس لیے طول اولیٰ ہے۔

سبق ﴿ ۳۸ ﴾

مد لازم کی تعریف: مد لازم اس کو کہتے ہیں کہ حرفِ مد کے بعد سکون اصلی (لازم) ہو پھر مد لازم کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) مد لازم کلمی مثقل (۲) مد لازم کلمی مخفف (۳) مد لازم حرفی مثقل (۴) مد لازم حرفی مخفف۔

(۱) **مد لازم کلمی مثقل کی تعریف:** مد لازم کلمی مثقل اس کو کہتے ہیں کہ کلمہ میں حرف مد کے بعد تشدید ہو جیسے دَآبَّہ، صَآخَّہ۔

مد لازم کلمی مخفف کی تعریف: مد لازم کلمی مخفف اس کو کہتے ہیں کہ کلمہ میں حرف مد کے بعد سکون لازم ہو جیسے آلْئٰنَ، اس قسم کی یہی ایک مثال ہے جو پورے قرآن پاک میں سورہ یونس میں دو جگہ آئی ہے۔

(۳) **مد لازم حرفی مثقل کی تعریف:** مد لازم حرفی مثقل اس کو کہتے ہیں کہ حروف مقطعات میں حرف مد کے بعد تشدید ہو، جیسے الٓمّٓ الٓمّٓر ا لٓمّٓصٓ کے لام میں طٰسٓمّٓ کے سین میں اس قسم کی یہی چار مثالیں ہیں۔

(۴) **مد لازم حرفی مخفف:** مد لازم حرفی مخفف اس کو کہتے ہیں کہ حروف مقطعات میں حرف مد کے بعد سکون لازم ہو جیسے: قٓ وَالْقُرآن، نٓ وَالْقَلَم، صٓ وَالقرآن وغیرہم۔

معلومات مفیدہ

سوال: یہ ہے کہ مد لازم کلمی مثقل اور حرفی مثقل میں تشدید کی قید لگائی کیا تشدید بھی سبب مد ہے؟ جب کہ اسباب مد دو ہیں (۱) ہمزہ (۲) سکون؟

جواب: یہ ہے کہ مشدد حرف میں پہلا حرف ساکن ہوتا ہے تو اصل سبب ان میں سکون ہی ہے، سکون کے تشدید کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے تشدید کی قید لگائی ورنہ اصل سبب سکون ہی ہے۔

سبق ﴿ ۳۹ ﴾

مدّ لین کا بیان

مدلین اس کو کہتے ہیں کہ حرف لین کے بعد سکون ہو، خواہ اصلی ہو یا عارضی۔

حرف لین دو ہیں: (۱) واؤ ساکن ماقبل مفتوح جیسے خَوْف۔ (۲) یاء ساکن ماقبل مفتوح جیسے صَیْف۔

مدلین کی دو قسمیں ہیں: (۱) مدلین لازم (۲) مدلین عارض۔

(۱) **مد لین لازم کی تعریف:** مدلین لازم اس کو کہتے ہیں کہ حرف لین کے بعد سکون لازم ہو جیسے عین مریم، کٓھٰیٰعٓصٓ کے عین میں اور عین شوریٰ حٰمٓ عٓسٓقٓ کے عین میں۔

(۲) **مد لین عارض وقفی:** اس کو کہتے ہیں کہ حرفِ لین کے بعد سکون عارضی ہو جیسے خَوْفْ، صَیْفْ.

مقدار مد کا بیان

جاننا چاہئے کہ وجوہات مدتین ہیں: (۱) قصر (۲) توسط (۳) طول۔

(۱) قصر کی مقدار صرف ایک الف ہے، اور ایک الف کا اندازہ ایک سیکنڈ ہے، (۲) توسط کی مقدار دو الف ڈھائی الف چار الف اور بعض کے نزدیک دو الف، اور بعض کے نزدیک تین الف ہے۔ (۳) طول کی مقدار بعض کے نزدیک تین الف اور بعض کے نزدیک پانچ الف ہے، جو حضرات طول کرتے ہیں پانچ الف کا ان کے نزدیک توسط کی مقدار تین الف ہے اور جو حضرات طول کرتے ہیں تین الف کا ان کے نزدیک توسط کی مقدار دو الف ہے۔

معلومات مفیدہ

سوال (۳) یہ ہے کہ الف کو ہی مقدار مد کے لیے کیوں خاص کیا واؤ یا یا کے ساتھ مقدار بیان کر دیتے؟

جواب: یہ ہے کہ الف ہمیشہ مدہ ہوتا ہے برخلاف واؤ اور یاء کے کہ یہ کبھی متحرک ہوتے ہیں کبھی ساکن اور کبھی لین۔

سبق ﴿۴۰﴾

مقدار مد کی پانچ صورتیں ہیں :

(۱) مدّ کی وہ قسم جس میں صرف قصر ہے۔ (۲) جس میں صرف توسط ہے۔ (۳) جس میں صرف طول ہے۔ (۴) جس میں قصر اور توسط دونوں ہیں۔ (۵) جس میں قصر توسط طول تینوں ہیں۔

(۱) مد اصلی میں صرف قصر ہے (۲) مد متصل میں صرف توسط ہے، (۳) مد لازم کی چاروں قسموں میں صرف طول ہے، (۴) مد منفصل میں قصر بھی ہے اور توسط بھی ہے۔

(۵) مد عارضی وقفی، مدلین لازم، اور مد لین عارضی وقفی میں قصر توسط طول تینوں جائز ہیں، مگر فرق یہ ہے کہ مد عارض وقفی اور مدّ لین لازم میں طول اولیٰ ہے پھر توسط پھر قصر اور مد لین عارض وقفی میں قصر اولیٰ ہے پھر توسط پھر طول۔

معلومات مفیدہ

سوال (۲) یہ ہے کہ مدلین لازم میں طول اولیٰ ہے اور مدلین عارض میں قصر اولیٰ ہے ایسا کیوں ہے؟

جواب: یہ ہے کہ مدلین لازم میں سکون لازم ہوتا ہے جو کہ قوی ہے اس لیے طول اولیٰ ہے اور مدلین عارض میں سکون عارض ہوتا ہے جو کہ ضعیف ہے اس لیے قصر اولیٰ ہے۔

سبق ﴿۴۱﴾

وقف کا بیان

جاننا چاہئے کہ قاری کے لیے چار علوم کا جاننا ضروری ہے: (۱) علم تجوید، (۲) علم وقف، (۳) علم قرأت (۴) علم رسم الخط (خط عثمانی) چونکہ ترتیل نام ہے تجوید الحروف اور معرفۃ الوقوف کا ان میں سے پہلا جز بحمد اللہ پورا ہوا آگے دوسرا جز یعنی علم اوقاف کو بیان کیا جاتا ہے اور یہ چار طرح سے واقع ہوتا ہے (۱) وقف (۲) سکتہ (۳) سکوت (۴) قطع۔
وقف کے لغوی معنی: ٹھہرنا، رکنا۔

اصطلاحی تعریف: وقف کہتے ہیں کسی آیت یا کلمہ پر جو بعد والے کلمہ سے جدا ہو سانس توڑ کر اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں عادتاً ایک سانس لیتے ہیں، جب کہ آگے پڑھنے کا ارادہ ہو، اور اگر آگے پڑھنے کا ارادہ نہ ہو تو اس کو قطع کہتے ہیں۔
سانس کو جاری رکھتے ہوئے آواز کے بند کر لینے کو سکتہ کہتے ہیں، اور قرآن کریم کے متعلق کسی ضرورت کے تحت رکنے کو سکوت کہتے ہیں۔

تنبیہ: جاننا چاہئے کہ وقف کے صحیح ہونے کے لیے دو باتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔
(۱) موقوف علیہ کو ساکن کر دینا اگر وہ ساکن نہ ہو، (۲) سانس کا توڑ دینا، اگر ساکن تو کر دیا مگر سانس نہیں توڑا، یا سانس توڑ دیا مگر ساکن نہیں کیا تو وقف کرنا صحیح نہ ہوگا۔

معلومات مفیدہ

قاعدہ (۱) وقف ہمیشہ رسم الخط کے موافق ہوتا ہے جیسے یَعْلَمُون، نَسْتَعِیْن، تُکَذِّبٰن لٰکِنَّا اَظُنُونا الرَّسُولا وما انا کے الف پر اور قالوا الاٰن میں قالوا کے واؤ پر وقف کرنا، مگر اس قاعدہ سے کچھ الفاظ مستثنیٰ ہیں کہ اُن میں وقف رسم الخط کے موافق نہیں ہوتا صرف روایت کے موافق ہوتا ہے۔ وہ الفاظ درج ذیل ہیں۔ (۱) اَوْیَعْفُوَا (سورہ بقرہ ۳۱)(۲) اَنْ تَبُوْءَ ا (مائدہ ۵)(۳) لِتَتْلُوَا (الرعد ۴)(۴) لَنْ نَدْعُوَا (کہف ۳)(۵) لِیَرْبُوَا (روم ۴)(۶) لِیَبْلُوَا (محمد ۱:)(۷) نَبْلُوَا (محمد ۴)(۸) ثَمُوْدَا (ھود، فرقان، عنکبوت نجم)(۹) اور دوسرا قَوَارِیْرَا (دہر میں) کہ ان میں الف کسی بھی حال میں نہیں پڑھا جاتا، نہ وصل میں اور نہ ہی وقف میں (۱۰) اور لفظ سَلٰسِلاْ میں دونوں روایت ہیں الف کے ساتھ اور بغیر الف کے بھی دونوں طرح سے پڑھنا صحیح ہے۔

سبق ﴿۴۲﴾

اقسامِ وقف اور اُن کی تعریفات

جاننا چاہیے کہ وقف کی تقسیم تین طرح سے ہے (۱) باعتبار کیفیت (۲) باعتبار محل (۳) باعتبار احوال قاری، پھر باعتبار کیفیت کے آٹھ قسمیں ہے جن میں چار قسمیں بلحاظ اداء، اور چار قسمیں بلحاظ اصل کے ہیں، اور وہ آٹھ قسمیں یہ ہے۔ (۱) وقف بالاسکان (۲) وقف بالاشمام (۳) وقف بالروم (۴) وقف بالابدال (۵) وقف بالسکون (۶) وقف بالتشدید (۷) وقف بالاظہار (۸) وقف بالاثبات۔

(۱) **وقف بالاسکان**: بمعنی ساکن کرنا، وقف بالاسکان اس کو کہتے ہیں کہ موقوف علیہ متحرک کو مکمل طور پر ساکن کر دینا اس طرح سے کہ نہ اس کی حرکت کا کوئی حصہ ادا ہو اور نہ اس کی طرف ہونٹوں سے اشارہ ہو، جیسے یَعْلَمُوْنْ، نَسْتَعِيْنْ، تُكَذِّبَانْ اور یہ زبر زیر پیش تینوں حرکتوں میں ہوتا ہے، اور وقف کرنے کا عام طریقہ بھی یہی ہے۔

(۲) **وقف بالاشمام**: بمعنی سونگھانا، بو دینا، ضمہ کی طرف ہونٹوں سے اشارہ کرنا۔

وقف بالاشمام: اس کو کہتے ہیں کہ موقوف علیہ مضموم کو ساکن کرتے ہوئے ضمہ کی طرف ہونٹوں سے اشارہ کرنا یہ صرف پیش (ا) میں ہوتا ہے، جیسے نَسْتَعِيْنْ، اَحَدْ الصَّمَدْ وغیرہ۔

(۳) **وقف بِالرَّوم**: بمعنی ارادہ کرنا چاہنا

وقف بالروم اس کو کہتے ہیں کہ موقوف علیہ متحرک کو مکمل طور پر ساکن نہ کرنا، بلکہ اس کی حرکت کا تہائی حصہ ادا کرنا یہ صرف زیر اور پیش میں ہوتا ہے، زبر (ا) میں نہیں ہوتا، جیسے الرَّحِيْمِ، نَسْتَعِيْنُ۔

معلومات مفیدہ

تنبیہ: سکون اصلی جیسے وَانْحَرْ، حرکت عارضی جیسے وَلَقَدِ اسْتُهْزِءَ میں لَقَدِ پر میم جمع جیسے هُمْ كُمْ تُمْ پر ہاء سکتہ، جیسے مَالِيَهْ سُلْطَانِيَهْ اور تاء تانیث جیسے نعمةٌ، سے نِعْمَهْ میں روم اور اشمام جائز نہیں۔

سوال (۱) یہ ہے کہ وقف بالاشمام پیش میں ہوتا ہے زبر اور زیر میں کیوں نہیں ہوتا؟

جواب: یہ ہے کہ وقف بالاشمام میں دونوں ہونٹ گول ہو جاتے ہیں اور ہونٹوں کا گول ہونا صرف پیش ہی میں ممکن ہے، زبر اور زیر میں نہیں۔

سوال (۲) یہ ہے کہ وقف بالروم زیر اور پیش میں ہوتا ہے زبر میں کیوں نہیں ہوتا؟

جواب: یہ ہے کہ فتحہ یعنی زبر اخف الحرکات ہوتا ہے، وقف بالروم کی صورت میں بجائے اخف ہونے کے اثقل ہو جائیگا اس لیے وقف بالروم زبر میں نہیں ہوتا۔

سبق ﴿۴۴﴾

(۴) **وقف بالابدال:** یعنی بدلنا، وقف بالابدال اس کو کہتے ہیں کہ موقوف علیہ کے دو زبر کو الف سے اور گول تاء کو ہاء ساکنہ سے بدل کر پڑھنا، یہ صرف دو زبر اور گول ۃ میں ہوتا ہے جیسے نساءًا سے نساءًا رھینةٌ سے رھینَہْ۔

(۵) **وقف بالسکون:** اس کو کہتے ہیں کہ موقوف علیہ پہلے سے ہی ساکن ہو وقف کرنے کی وجہ سے ساکن نہ ہوا ہو جیسے وَانْحَرْ فَلَا تَقْهَرْ، اس کو وقف بالاسکان کہنا صحیح نہیں۔

(۶) **وقف بالتشدید:** اس کو کہتے ہیں کہ موقوف علیہ مشدد ہو، جیسے دَعْوَةُ الحَقِّ یہ حرف مشدد پر ہوتا ہے اس لیے تشدید کو اچھی طرح سے ادا کرنا چاہئے۔

(۷) **وقف بالاظہار:** بمعنی ظاہر کرنا: وقف بالاظہار اس کو کہتے ہیں کہ موقوف علیہ مدغم یا مخفی ہو، بصورت وقف ادغام یا اخفاء نہ ہوگا بلکہ اظہار ہوگا جیسے وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ میں وَقَالَتْ پر، اور مِنْ قَبْلُ مِنْ بَعْدُ میں من پر وقف کرنا۔

(۸) **وقف بالاثبات:** بمعنی ثابت کرنا۔

وقف بالاثبات اس کو کہتے ہیں کہ موقوف علیہ ایسا حرفِ مد ہو جو وصل میں نہ پڑھا جاتا ہو اور وقف میں ثابت ہو جائے جیسے وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ میں اَنَا پر اور وَقَالُوْا الْحَمْدُ میں وَقَالُوْا پر وقف کرنا۔

سبق ﴿۴۴﴾

وقف کی باعتبار محل کے چار قسمیں ہیں:

(۱)وقف تام (۲)وقف کافی (۳)وقف حسن (۴)وقف قبیح۔

(۱)**وقف تام:** وہ وقف ہے کہ قاری ایسی جگہ رکے جہاں جملہ یا آیت پوری ہوگئی ہو اور موقوف علیہ کو مابعد سے لفظی اور معنوی کسی بھی طرح کا کوئی تعلق نہ ہو جیسے: اولئك هُمُ الْمُفلِحُون یہ اکثر ختم رکوع یا ختم سورۃ پر ہوتا ہے، یا ایسی جگہ پر جہاں کوئی بیان اور واقعہ پورا ہوا ہو، جیسے: اولئك هُمُ الْمُفلحُون پر وقف کرنا۔

(۲)**وقف کافی:** وہ وقف ہے کہ قاری ایسی جگہ رکے جہاں جملہ یا آیت پوری ہوگئی ہو، اور موقوف علیہ کو مابعد سے لفظی تعلق نہ ہو بلکہ معنوی تعلق ہو، جیسے هُمْ يُوْقِنُوْنَ پر وقف کرنا۔

حکم: ان دونوں کا حکم یہ ہے کہ ان میں پیچھے سے لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

وقف حسن: وہ وقف ہے کہ قاری ایسی جگہ رکے جہاں جملہ تو پورا ہوگیا ہو مگر موقوف علیہ کو مابعد سے لفظی اور معنوی دونوں طرح کا تعلق ہو یہ آیت پر بھی ہوتا ہے اور درمیان آیت پر بھی جیسے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پر وقف کرنا۔

حکم: اس کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ آیت پر ہے تو پیچھے سے لوٹانے کی ضرورت نہیں اور درمیان آیت پر ہو تو پیچھے سے لوٹایا جائے گا۔

(۴)**وقف قبیح:** وہ وقف ہے کہ قاری ایسی جگہ پر رکے جہاں جملہ ہی پورا نہ ہوا ہو۔ جیسے اَلْحَمْدُ پر وقف کرنا بسا اوقات وقف قبیح وقف حرام تک ہو جاتا ہے، جیسے وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ پر وقف کرنا۔

حکم: اس کا یہ ہے کہ جان بوجھ کر وقف قبیح کرنا جائز نہیں البتہ مجبوری میں جائز ہے مگر لوٹانا دونوں حالتوں میں ضروری ہے۔

سبق ﴿۴۵﴾

وقف کی باعتبار احوال قاری کے چار قسمیں ہیں:

(۱)وقف اختیاری (۲)وقف اختباری (۳)وقف انتظاری (۴)وقف اضطراری۔

(۱)**وقف اختیاری:** وہ وقف ہے کہ قاری کسی جگہ پر اپنے اختیار سے محض استراحت کے لیے وقف کرے۔

(۲)**وقف اختباری:** وہ وقف ہے کہ قاری کسی جگہ پر اپنے شاگرد یا سامع کی آزمائش کے لیے وقف کرے مثلاً کبھی وقف بالاسکان کبھی وقف بالرّوم اور کبھی وقف بالاشمام کرے۔

(۳)**وقف انتظاری:** وہ وقف ہے کہ قاری قرأت سبعہ یا عشرہ کو پورا کرنے کے لیے کسی ایک جگہ پر بار بار وقف کرے۔

(۴)**وقف اضطراری:** وہ وقف۔ ہے کہ قاری کسی مجبوری کی وجہ سے وقف کرے، مثلاً سانس کے ختم ہونے یا چھو لنے یا کھانسی وغیرہ آنے کی وجہ سے وقف کرے۔

سبق ﴿۴۶﴾

رموز اوقاف

جاننا چاہئے کہ قرآن کریم میں اصل وصل یعنی تلاوت کرنا ہے، مگر چونکہ وقف کرنا بھی ناگزیر اور ضروری ہے، اس لیے علامہ سجاوندیؒ نے کچھ علامات وقف مقرر کی ہیں تا کہ وقف ان کے مطابق صحیح ہو سکے۔

وہ علامات جن پر وقف کرنا صحیح اور جائز ہے

(۱) **م**: یہ وقف لازم کی علامت ہے، یعنی آگے پیچھے کے بجائے اس پر وقف کرنا چاہئے۔ (۲) ○: یہ ختم آیت کی علامت ہے، (۳) **ط**: یہ وقف مطلق کی علامت ہے، (۴) ۵: یہ بھی آیت کے حکم میں ہے، (۵) **ز**: یہ وقف مجوز کی علامت ہے، اس پر بھی وقف کی اجازت ہے، (۶) **قف**: یہ قد یوقف کا مخفف ہے یعنی اس پر وقف کرنا بہتر ہے، (۷) **ج**: یہ وقف جائز کی علامت ہے، (۸) **ص**: یہ وہ علامت ہے جس پر وقف کرنے کی رخصت دی گئی ہے۔

وہ علامات جس پر وصل کرنا بہتر ہے۔

(۱) **لا**: جب کہ گول دائرہ کے بغیر ہو، (۲) **ق**: یہ قیل علیہ الوقف کا مخفف ہے، اس پر وقف نہ کرنا بہتر ہے، (۳) **صلے**: یہ الوصل اولیٰ کا مخفف ہے، اس پر بھی وقف نہ کرنا چاہئے، (۴) **صل**: یہ بھی قد یوصل کا مخفف ہے، اس پر بھی وصل کرنا چاہئے، (۵) **ۙ**: یہ وقف مختلف فیہ کی علامت ہے اس پر وقف اور وصل کرنے میں اختلاف ہے۔

وہ علامات متفرقہ جن کو حسب موقع اختیار کیا جائے

(۱) **ک**: یہ کذالك کا مخفف ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ماقبل جیسی علامت ہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۲) **مع ∴**: **معانقہ ∴**، یہ تین نقطے والی دو قریب قریب علامت ہوتی ہیں ان میں سے ایک پر ٹھہرنا چاہئے دونوں پر نہیں۔

سبق ﴿۴۷﴾

اجتماع ساکنین کا بیان

(دوساکنوں کا جمع ہونا)

اجتماع ساکنین کی دو قسمیں ہیں (۱) اجتماع ساکنین علی حدّہ (۲) اجتماع ساکنین علی غیر حدہ

(۱) اجتماع ساکنین علی حدّہ (۱) اس کو کہتے ہیں کہ دو ساکن ایک کلمہ میں جمع ہوں اور پہلا ساکن حرف مدہ یا حرف لین ہو جیسے: دآبّة ، صآفّة، الْئٰن، اور عَسقّ کے عین میں (۲)

(۲) اجتماع ساکنین علی غیر حدہ (۳) اس کو کہتے ہیں کہ دو ساکن ایک کلمہ میں جمع ہوں اور پہلا ساکن حرف مدہ یا حرف لین نہ ہوں جیسے: لیلة القدر ، والعصر حالت وقف میں یا دو کلموں میں ہو اور پہلا ساکن حرف مد ہو یا غیر مدہ، اگر حرف مدہ ہوگا تو وہ گر جائے گا، جیسے: فی الأرض اور غیر مدہ ہوگا تو اس کو کسرہ دیا جائے گا (۴)، جیسے: انذر الناس۔

مگر اس قاعدہ سے چار مثالیں مستثنیٰ ہیں (۱) میم جمع (۲) واو لین جبکہ اس کے بعد الف لام تعریف ہو، (۳) مِن حرف جار (۴) آلٓمّٓ کہ پہلی دو میں ضمہ دیا جائے گا (۵) جیسے: علیکم الصیام ، وعصو الرسول۔ اور آخر کی دونوں کو تخفیفاً فتحہ دیا جائے گا (۶) جیسے: من الله ، من الناس، آلٓمّٓ اللهُ۔

معلومات مفیدہ

(۱) جو اپنی حد پر باقی رہے (وقف وصل میں ایک ہی حالت پر رہے)

(۲) یہ قسم ایک ہی کلمہ میں پائی جاتی ہے۔

(۳) جو اپنی حد پر باقی نہ رہے (وقف اور وصل میں ایک حالت پر نہ رہے) یہ قسم ایک کلمہ میں بھی پائی جاتی ہے اور دو کلموں میں بھی۔

(۴) قاعدہ: الساکن اذا حرك حرك بالکسر کے تحت۔

(۵) اصل حرکت ہونے کی وجہ سے۔

(۶) حرف مِن میں نون کو فتحہ قلیل الحروف و کثرتِ استعمال کی وجہ سے اور الم میں میم کو توالیِ کسرات کی وجہ سے۔

سبق ﴿۴۸﴾

فوائدِ متفرقہ کا بیان

ہاء ضمیر کا بیان

ہائے ضمیر اس کو کہتے ہیں جو واحد مذکر غائب کی طرف اشارہ کرنے کے لیے لائی جاتی ہے، اور اس کی چند صورتیں ہیں (۱) اگر ہائے ضمیر سے پہلے کسرہ یا یائے ساکنہ ہو تو ہائے ضمیر کو کسرہ دیا جائے گا جیسے: بہ، إلیہ (۱)

(۲) اور اگر ہائے ضمیر سے پہلے کسرہ یا یائے ساکنہ نہ ہو تو ہائے ضمیر کو اصلی حرکت (ضمہ) دیا جائے گا جیسے: أخاہ (۲)

(۳) اور اگر ہائے ضمیر کے ماقبل اور مابعد متحرک حرف ہو تو ہائے ضمیر صلہ ہوگا جیسے: مِن رَّبِہٖ وَالْمُؤْمِنُوْن ، جَمْعَہٗ وَقُرْآنَہ ، رَسُوْلُہٗ اَحَقّ، (۳)

(۴) اور اگر ہائے ضمیر کے ماقبل اور مابعد کوئی ساکن حرف ہو تو ہائے ضمیر میں صلہ نہ ہوگا جیسے: مِنْہ ، عَنْہ ، تَلَھّٰی، وَیُعَلِّمُہُ الْکِتَابَ.

مگر اس قاعدہ سے لفظ فِیْہٖ مُھَانًا مستثنیٰ ہے۔

معلومات مفیدہ

(۱) مگر اس قاعدہ سے چار الفاظ مستثنیٰ ہیں (۱) وَمَا اَنْسَانِیْہُ ، (۲) عَلَیْہُ اللّٰہَ (۳) أَرْجِہْ (٤) اُلْقِہْ.

کہ پہلی دو مثالوں میں ضمہ ہے اور دوسری دو میں سکون ہے۔

(۲) مگر اس قاعدہ سے ایک لفظ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ مستثنیٰ ہے۔

(۳) مگر ایک جگہ صلہ نہ ہوگا وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ لَکُمْ ۔

سبق ﴿۳۹﴾

فائدہ(۱) قرآنِ پاک میں ایک کلمہ ہے(بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ)اس میں لام تعریف کے دونوں طرف کے ہمزہ کو حذف کر کے لام کو سین کے ساتھ ملا کر کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے گا یعنی بِئْسَ لِسْمُ الْفُسُوقُ۔

فائدہ(۲) چوبیسویں پارہ کے آخر میں ایک لفظ ہے ءَ اَعْجَمِيٌّ اس میں پہلے ہمزہ کو تحقیق یعنی جھٹکے کے ساتھ پڑھا جائے گا، اور دوسرے ہمزہ کو تسہیل یعنی نرمی کے ساتھ پڑھا جائے گا اور یہ تسہیل واجب ہے۔(جمال)

فائدہ(۳) جاننا چاہئے کہ امام حفصؒ کی روایت میں چھ جگہ پر ہمزۂ ثانیہ کی تسہیل اورابدال دونوں وجہیں جائز ہیں، (۱) آٰللّٰہُ دو جگہ میں (۲)آٰلْئٰنَ دو جگہ میں (۳)ءآلذَّکَرَیْنِ دوجگہ میں، مگران میں ابدال بہتر ہے، جیسا کہ عمل بھی اسی پر ہے۔

ہمزہ وصلی کی حرکت

فائدہ(۴) لام تعریف کا ہمزہ مفتوح ہوتا ہے جیسے اَلْحَمْدُ، اَلْاَرْضُ، اَلسَّمٰوٰتُ وغیرہ۔

(۲) اسم کا ہمزہ مکسور ہوتا ہے جیسے: اِسمٌ، اِبنٌ، اِبنَتٌ، اِمرُؤٌ، اِمرَأَۃٌ، اِثْنَانِ، اِثْنَتَانِ وغیرہم۔

(۳) فعل کا ہمزہ مضموم ہوتا ہے اگر تیسرے حرف کا ضمہ اصلی ہو، جیسے: اُقتُلْ، اُکتُبْ، اُنظُرْ وغیرہ، اور اگر تیسرے حرف کا ضمہ عارضی ہو یا تیسرا حرف مفتوح یا مکسور ہو تو فعل کا ہمزہ بھی مکسور ہوتا ہے، جیسے: اِتَّقُو، اِذْهَبُو، اِمْشُو، اِذْهَبْ، اِضْرِبْ وغیرہم۔

❁ ❁ ❁

سبق ﴿۵۰﴾

فائدہ(۵) قرآنِ پاک میں چار لفظ ایسے ہیں کہ اُن میں صاد کے اوپر چھوٹا سا سین بھی لکھا ہوا ہے اور وہ چار لفظ یہ ہے (۱) اَللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ سورہ بقرہ میں، (۲) فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً سورہ اعراف میں (۳) اَمْ هُمُ الْمُصَۜيْطِرُوْنَ سورہ طور میں، (۴) بِمُصَۜيْطِرٍ سورہ غاشیہ میں، ان چاروں کی تفصیل یہ ہے پہلے دونوں میں سین پڑھا جائے گا، اور تیسرے میں صاد اور سین دونوں کے پڑھنے میں اختیار ہے، اور چوتھے میں صرف صاد پڑھا جائیگا۔

فائدہ (۶) يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ اور نٓ وَالْقَلَمِ میں اگرچہ ادغام کا قاعدہ پایا جارہا ہے مگر روایتاً بطریق شاطبی اظہار ہے، نیز ادغام کے لیے دو کلموں میں اتصال کا ہونا ضروری ہے اور حروف مقطعات الگ الگ پڑھے جاتے ہیں، اس لیے بھی اظہار ہی ہوگا۔

فائدہ(۷) سورہ یوسف میں لفظ لَا تَاْمَنَّا میں ادغام کے ساتھ اشمام بھی ضروری ہے، اور اگر اظہار کریں تو روم ضروری ہے، صرف ادغام یا اظہار کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ روایت کے خلاف ہے۔

فائدہ(۸) قرآن پاک میں چار سکتے واجب یعنی روایت سے ثابت ہیں۔

(۱) سورۂ کہف میں عِوَجًا س قَيِّمًا، (۲) سورہ یٰسٓ میں مِنْ مَّرْقَدِنَا س هٰذَا، (۳) سورہ قیٰمہ میں وَقِيْلَ مَنْ س رَاقٍ، (۴) سورہ المطففین میں كَلَّا بَلْ س رَانَ (جمال)۔

اور چار سکتے جائز ہیں

(۱) سورہ اعراف: پارہ ۸ میں رَبَّنَا ظَلَمْنَآ س اَنْفُسَنَا، (۲) سورہ اعراف: پ۹، اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا س مَا بِصَاحِبِهِمْ، (۳) سورہ یوسف میں يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا س وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ، (۴) سورہ قصص میں حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ س وَاَبُوْنَا (کمال الفرقان)۔

تنبیہ: جاننا چاہیے کہ سکتہ وقف کے حکم میں ہوتا ہے؛ اس لیے عِوَجًا س قَيِّمًا میں اخفا اور وَقِيْلَ مَنْ س رَاقٍ، اور كَلَّا بَلْ س رَانَ میں ادغام نہیں ہوگا؛ کیونکہ ادغام اور اخفا کے لیے دونوں کلموں میں اتصال ضروری ہے، اور وقف کی وجہ سے دونوں کلموں میں انفصال ہوجاتا ہے؛ اس لیے اخفا اور ادغام نہیں ہوگا۔

سبق ﴿۵۱﴾

سلسلہ سند امام حفصؒ

ہم روایت پڑھتے ہیں امام حفصؒ کی انھوں نے روایت کیا اپنے استاذ امام عاصم تابعیؒ سے اور امام عاصمؒ نے زِر بن حُبَیش اَسدی کوفیؒ اور عبداللہ بن حَبیب سُلَمیؒ سے اور ان حضرات نے حضرت عثمان غنیؓ حضرت علیؓ حضرت اُبی بن کعبؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت زید ابن ثابتؓ سے اور ان سب حضراتِ صحابہؓ نے آں حضور ﷺ سے اور حضور ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے لوحِ محفوظ سے۔

قرآن کریم کے متعلق دلچسپ معلومات

کل پارے	۳۰	کل سورتیں	۱۱۴
رکوعات	۵۴۰	آیات مکی	٦۲۱۲
آیات مدنی	٦۲۱۴	آیات کوفی	٦۲۳٦
آیات مصری	٦۲۱۹	کل آیات	٦٦٦٦
آیات بصری	٦۲۰۵	آیات شامی	٦۲۲٦
کلمات	۸٦۴۳۰	حروف	۳۲۰۲٦۷۰
زبر	۵۳۲۴۳	زیر	۳۹۵۸۲
پیش	۸۸۰۴	نقطے	۱۰۵٦۸۴
مدات	۱۷۷۱	تشدید	۱۲۵۳
کل سجدے	۱۴		

سبق ﴿۵۲﴾

الحال المرتحل

حال کہتے ہیں منزل پر آنے والے کو، اور مرتحل کہتے ہیں کوچ کرنے والے کو، یعنی جب پڑھنے والا قرآن پاک پورا کر چکے تو پھر دوبارہ فورا دوسرا قرآن پاک شروع کردے، حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ بہترین عمل کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا حال مرتحل، حضرات صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ حال مرتحل کیا چیز ہے، آپ نے فرمایا وہ قرآن پاک کا پڑھنے والا ہے کہ جب ایک قرآن پاک ہو جائے تو دوسرا فوراً شروع کردے، اس کو ایسے مسافر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو سفر سے فارغ ہوکر اپنے مقام پر پہونچ جائے، اور پہونچنے کے بعد دوسرے سفر کی تیاری کرکے روانہ ہو جائے، حضرت عبداللہ ابن کثیر مکیؒ سے بطریق درباس مروی ہے حضرت درباس نے حضرت ابن عباسؓ سے انہوں نے حضرت ابی ابن کعبؓ سے اور انہوں نے حضرت محمد ﷺ سے کہ جب حضور ﷺ سورۂ والناس پڑھ کر قرآن پاک پورا فرماتے تو پھر سورہ فاتحہ اور سورۂ بقرہ سے هم المفلحون تک پڑھتے۔ اس کے بعد ختم قرآن کی دعا فرمایا کرتے تھے۔

یہ کتاب ہے برائے شعبہ تجوید
طلبۂ عربی درجات کے لئے بھی مفید

ہے جس کی بہت آسان تخفیظ
جس کے ہیں عنوان معلومات مفید

ہے بہت سے مدارس میں داخل تدریس
معارف التجوید معارف التجوید معارف التجوید

محمد یوسف قاسمی سہارنپوری

خادم تجوید وقرأت دار العلوم دیوبند

ضروری گذارش

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہے کہ جس چیز کا تکرار زبان پر جتنا زیادہ ہوتا ہے اسی قدر وہ ذہن نشیں ہو جاتی ہے؛ اس لیے ضروری ہے کہ قواعدِ تجوید کو یاد رکھنے کے لیے مشق کے ساتھ ساتھ اس کا اجراء بھی کرایا جائے اور سنتے سناتے وقت طلبہ سے جگہ جگہ پر قواعد کو معلوم کیا جائے۔ نیز ختم قواعد اور ختم کتاب پر قواعد کا اجراء مستقل طور پر کرایا جائے تا آنکہ طلباء بلا تکلف قواعد کے موافق وتصحیح مخارج کے ساتھ پڑھنے لگیں۔

طریقۂ اجراء

الحمد لله رب العلمین میں طالب علم جملہ حروف کے مخارج بتلا کر پھر بالترتیب قواعد بتلاتا جائے، مثلاً الحمد میں اظہار شفوی ہوگا؛ کیونکہ میم ساکن کے بعد دوسرے میم اور با کے علاوہ دال آیا ہوا ہے، لله میں اللہ کا لام باریک ہوگا؛ کیونکہ اس سے پہلے حرف پر کسرہ آیا ہوا ہے، اور کھڑا زبر میں مدّ اصلی ہوگا؛ کیونکہ حرفِ مد کے بعد نہ ہمزہ ہے نہ سکون اور ایک الف کی مقدار کھینچکر پڑھا جائیگا، ربّ میں را پُر ہوگی؛ کیونکہ را کے اوپر زبر آیا ہوا ہے، العلمین میں عین کے اوپر کھڑا زبر ہے جسمیں مد اصلی ہوگا، العلمین میں وقف کی وجہ سے مد عارض وقفی ہوگا، کیونکہ حرف مد کے بعد سکون وقف کی وجہ سے آیا ہوا ہے، اس میں قصر، توسط، طول تینوں جائز ہیں۔

بہر حال اس طرح سے طلبہ کچھ ہی دنوں میں طلباء میں اجراء قواعد کی عادت وصلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کما حقہ تلاوت کی توفیق بخشے، آمین

طالب دعاء

محمد یوسف قاسمی سہارنپوری

خادم تجوید وقرأت دار العلوم دیوبند

وہ الفاظ جن کے شروع کا ہمزہ دوسرے کلمہ کے ملنے سے حذف ہو جاتا ہے

پڑھنے کی حالت	پارہ مع رکوع	پڑھنے کی حالت	پارہ مع رکوع	پڑھنے کی حالت	پارہ مع رکوع
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ	سورہ فاتحہ	فَتِيْلًا انْظُرْ	پ۵ ع۴	سَبِيْلًا اتَّخَذُوْا	پ۹ ع۸
نَسْتَعِيْنُ اهْدِنَا	״	ثَلٰثَةٌ انْتَهُوْا	پ۶ ع۲	لَا يَفْقَهُوْنَ الْاٰنَ	پ۱۰ ع۵
خَيْرٌ اهْبِطُوْا	پ۱ ع۴	اَلَّا تَعْدِلُوْا اعْدِلُوْا	پ۶ ع۵	يَفْسُقُوْنَ اشْتَرَوْا	پ۱۰ ع۸
يَعْلَمُوْنَ الْحَقُّ	پ۱ ع۱۵	الطَّعَامَ انْظُرْ	پ۶ ع۱۴	يُؤْفَكُوْنَ اتَّخَذُوْا	پ۱۰ ع۱۱
فِي الْقَتْلٰى الْحُرُّ	پ۲ ع۶	عَلِيْمٌ اعْلَمُوْا	پ۷ ع۴	حَكِيْمٌ انْفِرُوْا	پ۱۰ ع۱۲
الظّٰلِمِيْنَ الشَّهْرُ	پ۲ ع۸	مُشْرِكِيْنَ انْظُرْ	پ۷ ع۹	مُجْرِمِيْنَ الْمُنٰفِقُوْنَ	پ۱۰ ع۱۵
شَدِيْدُ الْعِقَابِ الْحَجُّ	پ۲ ع۹	بِهٖ انْظُرْ	پ۷ ع۱۱	اَلِيْمٌ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ	پ۱۰ ع۱۶
حَكِيْمٌ الطَّلَاقُ	پ۲ ع۱۳	بَعْضٍ انْظُرْ	پ۷ ع۱۴	الْفٰسِقِيْنَ الْاَعْرَابُ	پ۱۱ ع۱
هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ	پ۳ ع۲	مُتَشَابِهٍ انْظُرُوْا	پ۷ ع۱۸	الْعَظِيْمُ التَّآئِبُوْنَ	پ۱۱ ع۳
حَمِيْدٌ الشَّيْطٰنُ	پ۳ ع۵	يَعْلَمُوْنَ اتَّبِعْ	پ۷ ع۱۹	مُبِيْنٍ اقْتُلُوْا	پ۱۲ ع۱۲
عَذَابَ النَّارِ الصّٰبِرِيْنَ	پ۳ ع۱۰	لِلْمُؤْمِنِيْنَ اتَّبِعُوْا	پ۸ ع۸	الْعٰلَمِيْنَ ارْجِعُوْا	پ۱۳ ع۴
يَكُوْنُ الْحَقُّ	پ۳ ع۱۴	بِرَحْمَةٍ ادْخُلُوْا	پ۸ ع۱۳	الرّٰحِمِيْنَ اذْهَبُوْا	پ۱۳ ع۴
شَهِيْدًا الرِّجَالُ	پ۵ ع۲	الْعٰلَمِيْنَ ادْعُوْا	پ۸ ع۱۴	وَعُيُوْنٍ ادْخُلُوْهَا	پ۱۴ ع۴
لِاَنْعُمِهٖ اجْتَبٰهُ	پ۱۴ ع۲۲	تَفْرَحُوْنَ ارْجِعْ	پ۱۹ ع۱۸	لَا تُبْصِرُوْنَ اصْلَوْهَا	پ۲۶ ع۲
يَخْتَلِفُوْنَ ادْعُ	پ۱۴ ع۲۲	مِنَ الْاٰمِنِيْنَ اسْلُكْ	پ۲۰ ع۶	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ	
مَنْشُوْرًا اقْرَاْ	پ۱۵ ع۲	الْعَنْكَبُوْتِ اتَّخَذَتْ	پ۲۰ ع۱۲	الرَّحِيْمِ اقْتَرَبَتِ	پ۲۷ ع۸
مَحْظُوْرًا انْظُرْ	پ۱۵ ع۲	لِلْمُؤْمِنِيْنَ اتْلُ	پ۲۱ ع۱	السَّاعَةُ	
مُقْتَدِرًا الْمَالُ	پ۱۵ ع۱۸	السَّبِيْلَ ادْعُوْهُمْ	پ۲۱ ع۱۷	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ	
الْعُلٰى الرَّحْمٰنُ	پ۱۶ ع۱۰	رُحَمَاءُ النَّبِيُّ	پ۲۱ ع۱۷	الرَّحِيْمِ الرَّحْمٰنُ	پ۲۷ ع۱۱
الْكُبْرٰى اذْهَبْ	پ۱۶ ع۱۰	رَاسِيٰتٍ اعْمَلُوْا	پ۲۲ ع۸	الْبَيَانَ الشَّمْسُ	پ۲۷ ع۱۱

پڑھنے کی حالت میں	پارہ مع رکوع	پڑھنے کی حالت	پارہ مع رکوع	پڑھنے کی حالت	پارہ مع رکوع
اَخِی اشْدُدْ	پ ۱۶ ع ۱۱	اِلَّا نُفُوْرَا نِ اسْتِكْبَارًا	پ ۲۲ ع ۱۴	فٰسِقُوْنَ اعْلَمُوْا	پ ۲۷ ع ۱۸
لِنَفْسِی اذْهَبْ	پ ۱۶ ع ۱۱	الْمُرْسَلِيْنَ اتَّبِعُوْا	پ ۲۲ ع ۱۹	الْجَحِيْمِ اعْلَمُوْا	پ ۲۷ ع ۱۹
ذِكْرِی اِذْهَبَا	پ ۱۶ ع ۱۱	تُوْعَدُوْنَ اصْلَوْهَا	پ ۲۳ ع ۲	يَعْمَلُوْنَ اتَّخَذُوْا	پ ۲۸ ع ۲
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اقْتَرَبَ	پ ۱۷ ع ۱	تُكَذِّبُوْنَ احْشُرُوْا	پ ۲۳ ع ۶	الْكٰذِبُوْنَ اسْتَحْوَذَ	پ ۲۸ ع ۳
		يَوْمَ الْحِسَابِ اصْبِرْ	پ ۲۳ ع ۱۱	الْاٰمَنُوْا لَمُلْكُ	پ ۲۸ ع ۶
عَقِيْمِ نِ الْمُلْكُ	پ ۱۷ ع ۱۴	عَذَابِ نِ ارْكُضْ	پ ۲۳ ع ۱۳	لَكٰذِبُوْنَ اتَّخَذُوْا	پ ۲۸ ع ۱۳
ذٰلِكُمُ اِلنَّارُ	پ ۱۷ ع ۱۶	اِبْلِيْسَ اسْتَكْبَرَ	پ ۲۳ ع ۱۴	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْحَآقَّةُ	
لَقٰدِرُوْنَ ادْفَعْ	پ ۱۸ ع ۶	سُوْٓءُ الْعَذَابِ النَّارُ	پ ۲۴ ع ۱۰		پ ۲۹ ع ۵
تَذَكَّرُوْنَ الزَّانِيَةُ	پ ۱۸ ع ۷	تَمْرَحُوْنَ ادْخُلُوْا	پ ۲۴ ع ۱۲	لِلْمُكَذِّبِيْنَ انْطَلِقُوْا	پ ۲۹ ع ۲۰
الْمُؤْمِنِيْنَ الزَّانِیْ	پ ۱۸ ع ۷	السَّيِّئَةُ ادْفَعْ	پ ۲۴ ع ۱۹	تُكَذِّبُوْنَ انْطَلِقُوْا	پ ۲۹ ع ۲۱
الْحَقُّ الْمُبِيْنُ الْخَبِيْثٰتُ	پ ۱۸ ع ۹	الْقِيٰمَةِ اعْمَلُوْا	پ ۲۴ ع ۱۹	طُوًی نِ اذْهَبْ	پ ۳۰ ع ۲
مِصْبَاحٌ نِ الْمِصْبَاحُ	پ ۱۸ ع ۱۱	مِنْ سَبِيْلٍ نِ اسْتَجِيْبُوْا	پ ۲۵ ع ۶	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اقْرَاْ	
زُجَاجَةٍ نِ الزُّجَاجَةُ	پ ۱۸ ع ۱۱	لَا يَشْعُرُوْنَ الْاَخِلَّآءُ	پ ۲۵ ع ۱۲		پ ۳۰ ع ۱
تَنْزِيْلَا نِ الْمُلْكُ	پ ۱۹ ع ۱	مُسْلِمِيْنَ ادْخُلُوْا	پ ۲۵ ع ۱۲	عَلَقٍ نِ اقْرَاْ	پ ۳۰ ع ۲۰
الْعَرْشِ الرَّحْمٰنُ	پ ۱۹ ع ۲	السَّمٰوٰتِ ائْتُوْنِیْ	پ ۲۶ ع ۱	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْقَارِعَةُ	
مِنَ الَّذِيْنَ اذْهَبْ	پ ۱۹ ع ۱۴	مُنِيْبِ نِ ادْخُلُوْهَا	پ ۲۶ ع ۱۷		پ ۳۰ ع ۲۶

خلاصۃ التجوید

یہ کتاب ہے برائے شعبہ تجوید — ہے جس کی بہت آسان تحفیظ

طلبہ عربی درجات کے لئے بھی مفید — جس کے ہیں عنوان معلومات مفید

ہے بہت سے مدارس میں داخل تدریس

معارف التجوید معارف التجوید معارف التجوید

محمد یوسف قاسمی سہارنپوری

خادم تجوید و قرأت دارالعلوم دیوبند

تقاریظ کے اہم اقتباسات

(۱) راقم الحروف نے پورے مجموعہ پر نظر ڈالی، ماشاءاللہ مفید پایا، زباں سہل اور آسان مسائل کا احاطہ۔ نیز معلومات مفیدہ کے عنوان سے بڑی مفید باتیں درج ہوئی ہیں، مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب بیحد مفید اور مقبول عام ہوگی اور اہل مدارس داخل نصاب فرمائیں گے۔

(مولانا قاری) ابوالحسن اعظمی

(۲) احقر نے اکثر مقامات سے اس کو پڑھا، ماشاءاللہ تجوید اور وقف کے مسائل کو کتاب میں بڑے سلیس اور سہل انداز میں بیان کیا گیا، اور مزید سوال وجواب کے پیرایہ میں مسائل تجوید کی توجیہ سے متعلق بڑی مفید معلومات اس کتاب میں آگئی ہیں، امید ہے کہ یہ کتاب ان شاءاللہ طلبہ تجوید کے لئے بڑی بہتر ثابت ہوگی۔

(مولانا قاری) عبدالرؤف بلند شہری

(۳) بندہ نے از اول تا آخر اس مجموعہ کا مطالعہ کیا، ماشاءاللہ وقوف کے تمام قواعد کو بڑے سہل انداز اور آسان زبان میں بیان کیا گیا اور معلومات مفیدہ کا عنوان بھی شائقین علم تجوید کے لئے معلومات کا خزانہ پایا۔ یہ رسالہ مبتدی ومنتہی سبھی طلبہ کے لئے یکساں مفید ہے۔ نیز طلبہ حفظ وناظرہ بھی اس کتاب سے بیحد استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ نیز یہ کتاب اس لائق ہے کہ اس کو مدارس میں داخل نصاب کیا جائے۔

(جناب قاری) محمد عبداللہ کلیم قاسمی

مکتبہ تحسین القرآن دیوبند 247554

موبائل: 9837453820